اٹل بہاری باجپئی
کی
نظمیں
پیشکش
قمر وصی نجمی
Imagitor

وزیر شہری ترقی کو سوسائٹی کے صدر اور جنرل سکریٹری کتاب پیش کرتے ہوئے۔

وزیر شہری ترقی جناب لال جی ٹنڈن رسم اجراء کے بعد کتاب عوام کو دکھاتے ہوئے۔

# ATAL BIHARI BAJPAYE KI NAZMEN

*Poet*

ATAL BIHARI BAJPAYE

*Translator*

Qamar Wasi Najme

*Printer*

Choudhary A.N. Rehman

President

All India M. Khatoon Memorial Soceity (Regd.)

**Price Rs. 250/-**

**: Address:**

3- Triloki Nath Road, Hazratganj, Lucknow

Ph : 91-522-216349,273890

# अटल बिहारी बाजपेयी की नज़्में

कवि

अटल बिहारी बाजपेयी

अनुवादक

कमर वसी नजमी

प्रकाशक

चौधरी ए०एन० रहमान (अध्यक्ष)

आल इण्डिया एम0 खातून मेमोरियल सोसाइटी (रजि0)

मूल्य 250/- (रू0 ढाई सौ मात्र)

पता:

3-त्रिलोक नाथ रोड, हज़रतगंज लखनऊ-226001

दूरभाष 91-522-216349, 273890

# "دوم ایڈیشن"

"اٹل بہاری باجپئی کی نظمیں" کا پہلا اڈیشن اپریل ۲۰۰۰ء میں چھپا تھا۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ ایک سال کے اندر یہ اس کا دوسرا اڈیشن ہے۔ میں ان تمام اڈیٹر حضرات کی ممنون ہوں جنھوں نے اس کتاب پر تبصروں کے لئے اپنے رسالوں اور اخبار کے قیمتی صفحات وقف کیے۔

میں تمام دوستوں اور پڑھنے والوں کا بھی دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتی ہوں اور اپنے بھائی اور صحافی چودھری اے۔ این۔ رحمان کا جنھوں نے اس کی کچھ کتابت کی غلطیوں کی طرف توجہ مبذول کرائی تاکہ میں ان غلطیوں کا سدھار کروں۔

ساتھ ہی میں تنویر پریس کے مالک جناب ہارون نعمانی کا شکریہ ادا کرتی ہوں اگر نعمانی صاحب اس کام میں غیر معمولی دلچسپی نہ لیتے تو اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں نہ جانے اور کتنی تاخیر ہوتی۔ ان حضرات کی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے ہی یہ دوسرا اڈیشن اتنا خوبصورت اور جلدی نکل رہا ہے۔

آخر میں اپنی امی کی یاد تو آتی ہے۔ لیکن ان کی دعائیں میرے ساتھ ہیں اس سے دل کو سکون اور تقویت حاصل ہے۔

سفر میں ماں کی دعاؤں کے سائے تھے ورنہ
وہ دھوپ تھی کہ چٹانیں پگھلتی جاتی تھیں

**قمر وصی نجمی**

مارچ / ۲۰۰۱ء

# اٹل بہاری باجپئی

# کی

# نظمیں

پیش کش

## قمر وصی نجمی

جنرل سکریٹری
آل انڈیا ایم خاتون میموریل سوسائٹی (رجسٹرڈ)
۳۔ ترلوک ناتھ روڈ حضرت گنج لکھنؤ
☎ ۲۷۳۸۹۰ ۲۱۶۳۴۹

اس کتاب کو اترپردیش اردو اکادمی

نے

انعام دوم

برائے سال ۲۰۰۰ء

سے نوازا ہے

इस किताब को उ० प्र०
उर्दू अकादमी द्वारा राष्ट्रीय स्तर
पर द्वितीय पुरस्कार वर्ष २०००
से सम्मानित किया गया है।

کتاب کا نام : "میری اکیاون نظمیں"

مصنف کا نام : اٹل بہاری باجپئی

ترجمہ : قمر وصی نجمی

ناشر کا نام : چودھری اے۔این۔رحمان

سن اشاعت : اوّل اپریل / ۲۰۰۰ء

سن اشاعت : دوم مارچ / ۲۰۰۱ء

تعداد : ۱۰۰۰(ایک ہزار)

صفحات : ۱۳۲

قیمت : ۲۵۰ روپے

طباعت : تنویر پریس لال باغ لکھنؤ

ترتیب وتہذیب : یونک کمپیوٹر سنٹر ۲ شباب مارکٹ لکھنؤ

فون :788193


## -:ملنے کا پتہ:-

(۱) 3-ترلوک ناتھ روڈ، حضرت گنج، لکھنؤ

(۲) یونیورسل بک ڈپو، حضرت گنج، لکھنؤ

(۳) برٹش بک ڈپو، حضرت گنج، لکھنؤ

# فہرست

## قومی نغمے



## للکار کے نغمے

## متفرق نغمے

# "آغاز"

اعلاترین قومی لیڈر،

قومی افتخار کی علامت

بین الاقوامی سطح پر

قوم کا وقار

بڑھانے والے نیز ملک کی

خوشحالی کے لیے مسلسل

کوشاں

فخرِ ہند

جناب اٹل بہاری باجپئی

کی نظمیں

# جناب اٹل بہاری باجپئی کے اردو کے بارے میں خیالات

☆ حکومت اردو کو ہندوستان کے سیاسی نظام میں اس کا جائز مقام دینے کے اپنے قول و قرار کی پابند ہے۔

☆ اردو کو آج کل چند مسائل کا سامنا ہے لیکن یہ بہت جلد دور ہو جائیں گے اور یہ زبان ہندوستانی ذہنوں میں افتخار کا مقام حاصل کرے گی۔

☆ اردو میں کم الفاظ کے استعمال سے زیادہ باتیں کہی جا سکتی ہیں۔

☆☆ ۱۳ر دسمبر ۱۹۹۸ء وگیان بھون

☆ ہندی کا ادب اور دیگر ہندوستانی زبانوں کا ادب اردو میں چھپے۔

☆☆ ۵ر جون ۱۹۹۸ء گیان پیٹھ ایوارڈ دیتے ہوئے کہا۔

☆ اردو پروان چڑھے پھلے پھولے اس کا چلن عام ہو یہ ہماری پالیسی ہے۔

☆کسی کو اب یہ محسوس نہیں ہونا چاہئیے کہ اردو کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے۔

☆اردو کی ترقی کے سلسلے میں مرکز سے جو کچھ ممکن ہو گا وہ کرے گا۔

☆☆۲۸ر مارچ ۱۹۹۹ء کو اردو اکادمی کے جشن سیمیں کی افتتاحی تقریب میں تقریر میں کہا۔

☆جب ہم انگریزی کے ذریعہ اپنی بات کو لوگوں تک پہنچاتے ہیں تو اردو تو ہماری قومی زبان ہے ہندوستان کی ایک بڑی آبادی اردو بولتی اور لکھتی ہے، جن میں مسلمان، ہندو، سکھ سب ہی شامل ہیں، ہمیں اس سیل کی ضرورت ہے، اور انشاء اللہ یہ ہمیشہ قائم رہے گا۔

☆☆☆بی جے پی کے صدر دفتر پر اردو میڈیا سیل کا افتتاح کرتے ہوئے ۲,اگست ۱۹۹۹ء کو کہا۔

# دوسروں کی نظر میں اٹل

باشندگان لکھنؤ کے لیے فخر کی بات ہے کہ اس نے اٹل جی کو ہندوستان کا وزیر اعظم چنا

(سرکار حسین صاحب)

اٹل جی کا میں پچھلے تیس سالوں سے شیدائی رہا ہوں

(راج ببر)

اٹل جی بہت نرم دل نیک انسان ہیں، ان کے دل میں غریبوں و بے سہاروں کے لیے خاص ہمدردی رہی ہے، اٹل جی کے دل میں ملک کے لیے کچھ کر گزرنے کی خواہش ہے۔

(شیلا کول)

## اِنتساب!

ماں کے دل کا احترام کرنے والے
ماں کے پھیلے ہاتھوں کی
لاج رکھنے والے
تیرے نام!

"اپنی امی کے نام"

"اپنے دل کی ہر آس ہر امید
ماں میرے دل کو سونپ دی تو نے
ڈال دی میرے خالی دامن میں
اپنے حصے کی ہر خوشی تو نے
تیری آغوش تربیت ہی میں
میں نے جانا زندگی کیا ہے
جو ملے دوسروں کا غم لے کر
وہ محبت و سرخوشی کیا ہے"

**قمر وصی نجمی**

# "حرفِ آغاز"

زیر نظر کتاب جو جناب اٹل بہاری باجپئی جی کی نظموں پر مشتمل ہے۔ اردو میں شائع ہو رہی یہ میری پہلی کوشش ہے جناب اٹل بہاری باجپئی ملک کے صفِ اوّل کے سیاسی رہنما ہونے کے علاوہ ہندی کے بلند پایہ شاعر بھی ہیں۔ کچھ مدت پہلے ان کی منتخب نظموں کا ایک مجموعہ دیوناگری میں شائع ہوا تھا۔ اور ملک اور بیرون ملک کے ہندی حلقوں میں اس کی دھوم مچ گئی تھی۔ اب یہی نظمیں جو اٹل جی کی شاعرانہ شخصیت کے گونا گوں پہلوؤں کی نمائندگی کرتی ہیں اور ان کے ذہنی اور جذباتی رویوں کی ترجمان ہیں اردو میں شائع کی جا رہی ہیں ہمیں امید ہے کہ زیر نظر کتاب ادبی حلقوں میں پسند کی جائے گی۔

میں نے اٹل جی کی نظم "اونچائی" کا اردو میں ترجمہ کیا تھا جسے "محکمہ اطلاعات ورابطہ عامہ اتر پردیش" کے ماہنامہ "نیا دور" میں شاہ نواز قریشی صاحب نے شائع کیا تھا جس پر لوگوں نے میری حوصلہ افزائی کی اور اس نظم کو لوگوں نے بہت زیادہ پسند کیا۔ اس وجہ سے میری ہمت ہوئی کہ میں پوری کتاب کا ترجمہ کروں اور اللہ کا شکر ہے کہ اس میں کامیاب ہو گئی۔ میں امید کرتی ہوں کہ میری اس پہلی کوشش میں لوگ میری غلطیوں کو نظر انداز کریں گے۔ میں شاہ نواز صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کیوں کہ اگر وہ میری نظم کو اپنے رسالہ میں نہ شائع کرتے اور میری حوصلہ افزائی نہ کرتے تو آج میں یہ ترجمہ نہ کر پاتی۔

اس کتاب میں جناب اٹل بہاری باجپئی کی اکیاون نظمیں شامل ہیں نظموں کو

چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے یہ حصے اپنے الگ الگ شعری خدوخال اور تخلیقی مزاج کے مطابق اس پہلو دار شخصیت کے ذاتی، سماجی اور قومی کردار کو بڑی خوبی سے نمایاں کرتے ہیں۔

ان نظموں کا پہلا حصہ محسوسات کے نغمے (انو بھوتی کے سر) ایک ایسی تخلیقی جہت کی وضاحت کرتا ہے جو آمد کے رنگ میں سچے احساسات کی کار فرمائی سے عبارت ہے۔ ان میں اظہار کی سادگی، بے ساختگی اور روانی اس فنی سج دھج کا روپ اختیار کر گئی ہے جسے موثر شاعری کی روح رواں تسلیم کیا گیا ہے۔ اس حصہ میں شاعر کا خالص شاعرانہ مزاج سامنے آتا ہے۔

دوسرا حصہ قومی نغمے (راشٹریتا کے سر) سے موسوم ہے۔ یہ سب وہ نغمے ہیں جو باجپئی جی کے وجود میں بھری اٹوٹ وطنیت کی الاپ بن کر ہمیں متوجہ کرتے ہیں۔

"نظموں کا اگلا حصہ "للکار کے نغمے" (چنوتی کے سر) اپنی موضوعاتی جھنکار ہی سے اعتبار نغمہ کے دعویدار ہو جاتے ہیں۔

ان نظموں میں حمیت قومی اور ہمت مرداں جیسی نفسیاتی جبلتوں کا بول بالا ہے۔ یہ نظمیں مجموعی طور سے ایک انقلابی اور فعال شخصیت کے جذبات کی ترجمان ہیں۔

نظموں کا چوتھا دور اور آخری حصہ متفرق نظموں (وودھ سر) پر مشتمل ہے۔ ایک انسان جو شاعر ہے۔ اس اعتبار سے مکمل انسان نہیں ہو سکتا اگر وہ اپنے گردو پیش کی چھوٹی چھوٹی چیزوں سے اثر نہیں لیتا۔ اس حصے کی چند نظمیں کچھ ایسے مشاہدات اور تجربات کی دین ہیں جنھیں شعری پیرایۂ اظہار دینے میں باجپئی جی نے بچوں کی سی معصومیت سے کام لیا ہے۔

✡❄❄❄❄❄✡

میرے مالک!

مجھے اتنی اونچائی کبھی مت دینا

غیروں کو گلے نہ لگا سکوں

اتنی رکھائی کبھی مت دینا

# "محسوسات کے نغمے"

## (انو بھوتی کے سر)

# آؤ پھر سے چراغ جلائیں

بھری دوپہری میں تاریکی
سورج پرچھائیں سے ہارا
دل کی گہرائی سے محبت نچوڑیں، بجھی ہوئی بتی سلگائیں
آؤ پھر سے چراغ جلائیں

ہم رکنے کو سمجھے منزل
مقصد ہوا آنکھوں سے دور
حال کے پیار کے جال میں آنے والا کل نہ بھول جائیں
آؤ پھر سے چراغ جلائیں

آہوتی باقی، یگ آدھا
اپنوں کی مزاحمت نے گھیرا
آخری جیت کا نیزہ بنانے نئے دوھیچی ہڈیاں گلائیں
آؤ پھر سے چراغ جلائیں

✡❄❄❄✡

# ہری ہری گھاس پر

ہری ہری گھاس پر
شبنم کی بوندیں
ابھی تھیں
ابھی نہیں ہیں
ایسی خوشیاں
جو ہمیشہ ہمارا ساتھ دیں
کبھی نہیں تھیں
کہیں نہیں ہیں

کنوار کی صُلب سے
شگفتہ ہوتا سورج
جب مشرق کی گود میں پاؤں پھیلانے لگا
تو میری بغیچی کا
پتہ پتہ چمکنے لگا

میں نکلتے سورج کو نمسکار کروں
یا اس کی گرمی سے بھاپ بنی
شبنم کی بوندوں کو ڈھونڈوں؟

سورج ایک سچ ہے
جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا
مگر شبنم بھی تو ایک سچائی ہے
یہ بات الگ ہے کہ شبنم عارضی ہے
کیوں نہ میں لمحہ لمحہ کو جیوں
ذرہ ذرہ میں بکھری خوبصورتی کو دیکھوں

سورج تو پھر بھی نکلے گا
دھوپ تو پھر بھی کھلے گی
لیکن میرے بغیچے کی ہری ہری گھاس پر
شبنم کی بوندیں
ہر موسم میں نہیں ملیں گی۔

✡❄❄❄❄❄✡

# پہچان

پیڑ کے اوپر چڑھا آدمی
اونچا دکھائی دیتا ہے
بنیاد میں کھڑا آدمی
نیچا دکھائی دیتا ہے

آدمی نہ اونچا ہوتا ہے نہ نیچا ہوتا ہے
نہ بڑا ہوتا ہے نہ چھوٹا ہوتا ہے
آدمی صرف آدمی ہوتا ہے

پتہ نہیں اس سیدھی سچی بات کو
دنیا کیوں نہیں جانتی
اور اگر جانتی ہے
تو دل سے کیوں نہیں مانتی

اس سے فرق نہیں پڑتا
کہ آدمی کہاں کھڑا ہے

راستہ پر یا رتھ پر
ساحل پر یا فصیل پر

فرق اس سے پڑتا ہے کہ جہاں کھڑا ہے
یا جہاں اسے کھڑا ہونا پڑا ہے
وہاں اسکی زمین کی سطح کیا ہے

ہمالیہ کی چوٹی پر پہنچ کر
ایورسٹ جیت کا جھنڈا پھیرا کر
کوئی فاتح اگر دشمنی میں بھر کر
اپنے ساتھی سے بے وفائی کرے
تو کیا اس کا جرم
اس لیے معاف ہو جائے گا کہ
وہ ایورسٹ کی اونچائی پر ہوا تھا

نہیں جرم جرم ہی رہے گا
ہمالیہ کی ساری سفیدی اس کالک کا نہیں ڈھک سکتی
کپڑوں کی دودھیا سفیدی جسے
دل کی برائی کو نہیں چھپا سکتی

کسی سنت شاعر نے کہا ہے کہ
انسان کے اوپر کوئی نہیں ہوتا
مجھے لگتا ہے کہ انسان کے اوپر
اس کا دل ہوتا ہے

چھوٹے دل سے کوئی بڑا نہیں ہوتا
ٹوٹے دل سے کوئی کھڑا نہیں ہوتا

اس لئے تو بھگوان کرشن کو
ہتھیاروں سے سجے، رتھ پر چڑھے
کوروچھیتر کے میدان میں کھڑے
ارجن کو گیتا سنانی پڑی تھی

دل ہار کر، میدان نہیں جیتے جاتے
نہ میدان جیتنے سے دل ہی جیتے جاتے

چوٹی سے گرنے سے
زیادہ چوٹ لگتی ہے
ہڈی جڑ جاتی

تکلیف دل میں سلگتی ہے
اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ
چوٹی پر چڑھنے کا چیلنج ہی نہ مانیں
اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ
حالات پر قابو پانے کی نہ ٹھانیں

آدمی جہاں ہے وہیں کھڑا رہے
دوسروں کی مدد کے بھروسے پڑا رہے
بے حسی کا نام زندگی نہیں ہے
بھاگنا جواں مردی نہیں ہے

آدمی کو چاہئیے کہ وہ
حالات سے لڑے
ایک خواب ٹوٹے، دوسرا دیکھے

لیکن کتنا بھی اونچا اٹھے
انسانیت سے نہ گرے
اپنی زمین کی سطح کو نہ چھوڑے
خدا سے منھ نہ موڑے

ایک پیر زمین پر رکھ کر ہی
دامن بھگوان نے آسمان، تحت الثریٰ کو جیتا تھا
زمین بھی تصور کرتی ہے
کوئی اس پر بوجھ نہ بنے
جھوٹے غرور سے نہ تنے

آدمی کی پہچان
اس کی دولت یا عہدہ سے نہیں ہوتی
اس کے دل سے ہوتی ہے
دل کی فقیری پر
قارون کی دولت بھی روتی ہے

✡❄❄❄❄❄✡

# گیت نہیں گاتا ہوں

بے نقاب چہرے ہیں
داغ بڑے گہرے ہیں
ٹوٹا نیرنگ، آج سچ سے خوف کھاتا ہوں
گیت نہیں گاتا ہوں

لگی کچھ ایسی نظر
بکھرا شیشہ سا شہر
اپنوں کے میلے میں میت نہیں پاتا ہوں
گیت نہیں گاتا ہوں

پیٹھ میں چھری سا چاند
راہو گیا لکیر پھاند
رہائی کے لمحات میں بار بار بندھ جاتا ہوں
گیت نہیں گاتا ہوں

✡❄❄❄✡

# نہ میں چپ ہوں نہ گاتا ہوں

سویرا ہے مگر مشرق کی سمت گھر رہے بادل
روئی سے الصباح میں میل کے پتھر پڑے گھایل
ٹھٹکے قدم
غائب گاؤں
بے حسی ہے نہ تحریک حرکت
خود کو دوسروں کی نظر سے میں دیکھ پاتا ہوں
نہ میں چپ ہوں نہ گاتا ہوں
وقت کی سرد سانسوں نے چناروں کو جلا ڈالا
مگر پت جھڑ کو دیتی چیلنج پیڑوں کے جھنڈ
بکھرے گھونسلے
وحشی چیڑ
آنسو ہیں نہ مسکراہٹ
برف کی جھیل کے ساحل پر اکیلا گنگناتا ہوں
نہ میں چپ ہوں نہ گاتا ہوں

✡❄❄❄✡

# گیت نیا گاتا ہوں

ٹوٹ ہوئے تاروں سے نکلے بسنتی آواز
پتھر کے سینہ میں نکل آیا نیا خورشیہ
جھڑے سب پیلے پتے
کویل کی کوہک رات
مشرق میں شفق کی لکیر دیکھ پاتا ہوں
گیت نیا گاتا ہوں

ٹوٹے ہوئے خواب کی سنے کون سسکی
باطن کو چیر کر اذیت پلکوں پر ٹھٹکی

ہار نہیں مانوں گا
راہ نئی ٹھانوں گا
زمانہ کی پیشانی پر لکھتا ، مٹاتا ہوں
گیت نیا گاتا ہوں

✡❄❄❄✡

# اونچائی

اونچے پہاڑ پر
پیڑ نہیں لگتے
پودے نہیں اُگتے
نہ گھاس ہی جمتی ہے

جمتی ہے صرف برف
جو کفن کی طرح سفید اور
موت کی طرح ٹھنڈی ہوتی ہے
کھیلتی، کھلکھلاتی ندی
جس کی شکل بن کر
اپنی قسمت پر بوند، بوند روتی ہے

ایسی اونچائی
جس کا چھونا
پانی کو پتھر کر دے
ایسی اونچائی
جو انکساری بھر دے

گلے لگائے جانے کی مستحق ہے
اونچائی پر چڑھنے والوں کو دعوت ہے
کہ اس پر جھنڈے گاڑے جا سکتے ہیں
لیکن کوئی گوریا
وہاں گھونسلہ نہیں بنا سکتی
نہ کوئی تھکا ماندہ مسافر
اس کی چھاؤں میں لمحہ بھر پلک ہی جھپکا سکتا ہے

سچائی یہ ہے
صرف اونچائی ہی
کافی نہیں ہوتی
سب سے الگ تھلگ
ماحول سے علاحدہ
اپنوں سے کٹا پٹا
خلا میں تنہا کھڑا ہونا
پہاڑ کی عظمت نہیں
مجبوری ہے
اونچائی اور گہرائی میں
آسمان، تحت الثریٰ کی دوری ہے

جو جتنا اونچا
اتنا ہی اکیلا ہوتا ہے
ہر بوجھ کو خود ہی ڈھوتا ہے
چہرے پر مسکانیں چپکا کر
دل ہی دل روتا ہے

ضروری یہ ہے کہ
اونچائی کے ساتھ پھیلاؤ بھی ہو
جس سے انسان
ٹھونٹھ سا کھڑا نہ رہے
دوسروں سے گھلے ملے
کسی کو ساتھ لے
کسی کے ساتھ چلے

بھیڑ میں کھو جانا
یادوں میں ڈوب جانا
خود کو بھول جانا
وجود کو مفہوں
زندگی کو خوشبو دیتا ہے

بستی کو بونوں کی نہیں
اونچے قد کے انسانوں کی ضرورت ہے
اتنے اونچے کہ آسمان کو چھولیں
نئے ستاروں میں صلاحیت کے بیج بولیں
لیکن اتنے اونچے بھی نہیں
کہ پاؤں تلے گھاس ہی نہ جمے
کوئی کانٹا نہ چبھے
کوئی کلی نہ کھلے

نہ بسنت ہو نہ خزاں
ہو صرف اونچائی پر تیز ہوا
محض اکیلے پن کا سناٹا

میرے مالک!
مجھے اتنی اونچائی کبھی مت دینا
غیروں کو گلے نہ لگا سکوں
اتنی رکھائی کبھی مت دینا

("پدم وبھوشن" اعزاز ملنے پر ۲۴/ اپریل ۱۹۹۲ء کو دہلی میں منعقدہ جلسہ استقبالیہ میں اپنے فلسفہ زندگی کا اظہار اس نظم کے ذریعے کیا ہے)

✡❄❄❄✡

# کورو کون، کون پانڈو

کورو کون
کون پانڈو
ٹیڑھا سوال ہے
دونوں طرف شکنی
کا پھیلا
شاطرانہ جعل ہے
دھرم راج نے چھوڑی نہیں
جوئے کی لت ہے
ہر پنچایت میں
پانچالی
بے عزت ہے
بغیر کرشن کے
آج
مہابھارت ہونا ہے
کوئی راجہ بنے
قلاش کو تو رونا ہے

✡❄❄❄✡

# دودھ میں درار پڑ گئی

خون کیوں سفید ہو گیا
فرق میں بلا تفریق کھو گیا
بٹ گئے شہید ، گیت کٹ گئے
کلیجے میں کٹار گڑ گئی
دودھ میں درار پڑ گئی
کھیتوں میں بارودی بو
ٹوٹ گئے نانک کے بچر
ستلج سہم اُٹھی ، بے کل سی جہلم ہے
بسنت سے بہار جھڑ گئی
دودھ میں درار پڑ گئی
اپنی ہی پرچھائی سے دشمنی
گلے لگنے لگے ہیں غیر
خود کشی کا راستہ ، تمھیں وطن کا واسطہ
بات بنائیں ، بگڑ گئی
دودھ میں درار پڑ گئی

✡❄❄❄✡
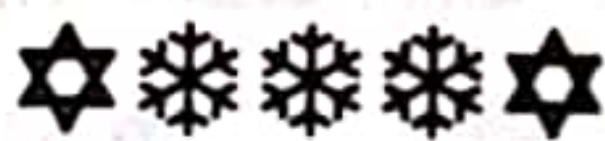
# دل کا سکون

زمین پر
انسان ہی ایک ایسا جاندار ہے
جو بھیڑ میں اکیلا اور
اکیلے میں بھیڑ سے گھرا ہوا احساس کرتا ہے

انسان کو جھنڈ میں رہنا پسند ہے
گھر خاندان سے شروع کر
وہ بستیاں بساتا ہے
گلی، گاؤں، شہر، نگر سجاتا ہے

تہذیب و تمدن کی دوڑ میں مشغول
ثقافت کو پیچھے چھوڑتا ہوا
فطرت پر فتح
موت کو مٹھی میں کرنا چاہتا ہے

اپنی حفاظت کے لیے
دوسروں کی تباہی کا سامان جٹاتا ہے
آسمان کو ملعون

زمین کو برہنہ
ہوا کو زہریلا
پانی کو خراب کرنے میں بھی جھجک نہیں کرتا

لیکن یہ سب کچھ کرنے کے بعد
جب وہ اکیلے میں بیٹھ کر خیال کرتا ہے وہ اکیلا، پھر گھر کا کونا ہو
یا شور سے بھرا بازار
یا روشنی کی رفتار سے تیز اُڑتا جہاز
یا کوئی سائینس دان کا دار التجربہ
یا مندر
یا مرگھٹ

جب وہ خود احتسابی کرتا ہے
دل کی تہ سے سوچتا ہے
خود سے بولتا ہے
نقصان، فائدہ کا کوئی حساب کتاب نہیں
کیا کھویا کیا پایا کا حساب بھی نہیں
جب وہ پوری زندگی کا اندازہ کرتا ہے
اپنے معیار پر خود کو کستا ہے

بے رحمی سے مشاہدہ کرتا ہے، شناخت کرتا ہے
تب وہ اپنے دل سے کیا کہتا ہے
اسی کی اہمیت ہے، یہی اس کا سچ ہے
آخری سفر کے موقع پر
رخصت ہونے کے وقت
جب سب کا ساتھ چھوٹنے لگتا ہے
جسم بھی ساتھ نہیں دیتا
تب احساس ندامت سے بری
اگر کوئی ہاتھ اٹھا کر یہ کہہ سکتا ہے
کہ اس نے زندگی میں جو کچھ کیا
صحیح سمجھ کر کیا
کسی کو جان بوجھ کر چوٹ پہنچانے کے لیے نہیں
کار نیک سمجھ کر کیا
تو اس کا وجود نتیجہ خیز ہے
اس کی زندگی کامیاب ہے

اس کے لئے یہ کہاوت بنی ہے
"من چنگا تو کٹھوتی میں گنگا جل ہے"
(نیویارک ۱۹۹۴ء)

✡❄❄❄✡

# جھک نہیں سکتے

ٹوٹ سکتے ہیں، مگر ہم جھک نہیں سکتے
سچ کا مقابلہ اقتدار سے
انصاف لڑتا سفاکی سے
اندھیرے نے دیا چیلنج ہے
شعاع آخری غروب ہوتی ہے
چراغ اعتقاد کا ہے غیر متزلزل
نیزہ ٹوٹے یا اٹھے ہلچل
یہ برابر کی نہیں لڑائی
ہم خالی ہاتھ، دشمن ہے کمر بستہ
ہر طرح کے ہتھیاروں سے ہے سجا
اور حیوانیت ہوا ٹھی بے حیا
لیکن پھر بھی لڑنے کا عہد
دوبارہ انگد نے بڑھایا قدم
جان کی قیمت سے کریں گے پیش بندی
نذر کی مانگ نامنظور
داؤ پر سب کچھ لگا ہے، رک نہیں سکتے
ٹوٹ سکتے ہیں مگر جھک نہیں سکتے

(۱۹۷۵ء ایمر جنسی میں نظر بندی کے دوران لکھی گئی)

✡❄❄❄✡

# دور کہیں کوئی روتا ہے

جسم پر پہرہ بے چین ہو رہا دل
ساتھی ہے صرف اکیلا پن
جدا ہو گیا کیا عزیز کسی کا
ماتم کرنا ہمیشہ رقت خیز ہوتا ہے
یوم پیدائش پر ہم اٹھلاتے
کیوں نہ فوت ہونے کی خوشی مناتے
آخری سفر کے موقعہ پر
آنسو کا بد شگون ہوتا ہے
باطن روئے ، آنکھ نہ روئے
ڈھل جائیں گے خواب سجائے ہوئے
مکر و فریب بھری دنیا میں
محض خواب ہی تو سچ ہوتا ہے
اس زندگی سے موت اچھی ہے
خوفزدہ جب گلی گلی ہے
میں بھی روتا آس پاس جب
کوئی کہیں نہیں ہوتا ہے
دور کہیں کوئی روتا ہے

✡❄❄❄✡

# زندگی بیت چلی

کل کل کرتے آج
ہاتھ سے نکلے سارے
ماضی مستقبل کی فکر میں
حال کی بازی ہارے

پہرا کوئی کام نہ آیا
جسم کا شیرازہ ریت چلا
زندگی بیت چلی

نقصان، فائدہ کے پلڑوں میں
تلتی زندگی تجارت ہو گئی
قیمت لگی بکنے والے کی
بغیر بکا بیکار ہو گیا

مجھ کو بازار میں چھوڑا کیلا
ایک ایک کر میت چلا
زندگی بیت چلی

(۱۹۶۰ میں اپنی یوم پیدائش پر لکھی)

✡❄❄❄✡

# موت سے ٹھن گئی

ٹھن گئی
موت سے ٹھن گئی

جدو جہد کا میرا ارادہ نہ تھا
موڑ پر ملیں گے اس کا وعدہ نہ تھا
راستہ روک کر وہ کھڑی ہو گئی
یوں لگا زندگی سے بڑی ہو گئی

موت کی عمر کیا؟ دو لمحہ بھی نہیں؟
زندگی سلسلہ آج کل کی نہیں
میں جی بھر جیا، میں دل سے مروں
لوٹ کر آؤں گا، جانے سے کیوں ڈروں

تو دبے پاؤں، چوری چھپے سے نہ آ
سامنے سے حملہ کر، پھر مجھ کو آزما
موت سے بے خبر، زندگی کا سفر

ہر شام خوبصورت، رات بانسری کی آواز
بات ایسی نہیں کہ کوئی غم ہی نہیں
درد اپنے پرائے کچھ کم بھی نہیں

پیار اتنا غیروں سے مجھ کو ملا
نہ اپنوں سے باقی ہے کوئی گلا
ہر چیلنج سے دو ہاتھ میں نے کیا
آندھیوں میں جلائے ہیں بجھتے چراغ
آج ہلا دینے والا تیز طوفان ہے
ناؤ بھنور کے ہاتھوں میں مہمان ہے
پار پانے کا قائم مگر حوصلہ
دیکھ طوفان کا تیور تری تن گئی
موت سے ٹھن گئی

(نیویارک میں شدید علالت کے دوران ایک رات الفاظ کا جامہ پہننے والے احساسات کی دستاویز)

✡❄❄❄✡

# راہ کون سی جاؤں میں

چوراہے پر لٹتی عزت
پیادے سے پٹ گیا وزیر
آخری چال چلوں میں، یا بے تعلقی ظاہر کروں میں
راہ کون سی جاؤں میں

خواب کی تخلیق ہوئی اور ختم ہو گیا
بہار کے موسم میں باغ ختم ہو گیا
بکھری ہوئی گھاس بٹوروں یا نئی کائنات سجاؤں میں
راہ کون سی جاؤں میں

دو دن ملے ادھار میں
نقصان کی تجارت میں
لمحوں لمحوں کا حساب جوڑوں یا باقی بچا سرمایہ لٹاؤں میں
راہ کون سی جاؤں میں

✡❄❄❄✡

# میں سوچنے لگتا ہوں

تیز رفتار سے دوڑتی بسیں
بسوں کے پیچھے بھاگتے لوگ
بچے سنبھالتی عورتیں
سڑکوں پر اتنی دھول اڑتی ہے
کہ مجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا
میں سوچنے لگتا ہوں

بزرگ سوچنے کے لیے آنکھ بند کرتے تھے
میں آنکھ بند ہونے پر سوچتا ہوں
بسیں ٹھکانے پر کیوں نہیں ٹھہرتیں
لوگ لائین میں کیوں نہیں لگتے
آخر یہ بھاگ دوڑ کب تک چلے گی

دیش کی دارالحکومت میں
پارلیمنٹ کے سامنے
دھول کب تک اُڑے گی
میری آنکھ بند ہیں
مجھے دکھائی نہیں دیتا
میں سوچنے لگتا ہوں

✡❄❄❄✡

# ہیروشیما کا درد

کسی رات کو

میری نیند اچانک اُچٹ جاتی ہے
آنکھ کھل جاتی ہے
میں سوچنے لگتا ہوں کہ
جن سائنس دانوں نے ایٹم بموں کا
ایجاد کیا تھا
وہ ہیروشیما ناگاساکی کے
انسانوں کی ہلاکت کی خوفناک خبر سن کر
رات کو سوئے کیسے ہوں گے

دانت میں پھنسا تنکا
آنکھ کی کرکری
پاؤں میں چبھا کانٹا
آنکھ کی نیند
دل کا سکون ختم کر دیتے ہیں

قریب رشتہ دار کی موت
کسی خاص کا نہ رہنا

# موڑ پر

مجھے دور کا دکھائی دیتا ہے
میں دیوار پر لکھا پڑھ سکتا ہوں
مگر ہاتھ کی لکیریں نہیں پڑھ پاتا

سرحد کے پار جلتے شعلے
مجھے دکھائی دیتے ہیں
لیکن پیروں کے ارد گرد پھیلی گرم راکھ
نظر نہیں آتی
کیا میں بوڑھا ہو چلا ہوں
ہر پچیس دسمبر کو
زینے کی ایک نئی سیڑھی چڑھتا ہوں
نئے موڑ پر
دوسروں سے کم، خود سے زیادہ لڑتا ہوں
میں بھیڑ کو چپ کرا دیتا ہوں

لیکن اپنے کو جواب نہیں دے پاتا
میرا دل مجھ کو اپنی ہی عدالت میں کھڑا کر
جب بحث کرتا ہے
میرا حلف نامہ میرے خلاف پیش کرتا ہے
تو میں مقدمہ ہار جاتا ہوں
اپنی ہی نظر میں گنہگار بن جاتا ہوں

تب مجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا
نہ دور کا، نہ قریب کا
میری عمر اچانک دس سال بڑھ جاتی ہے
میں سچ مچ بوڑھا ہو جاتا ہوں
(۲۵ر دسمبر ۱۹۹۳ء یوم پیدائش پر)

✡❄❄❄✡

# آؤ دل کی گانٹھیں کھولیں

جمنا کنارے ریتلی چھوٹی پہاڑی
گھاس پھوس کا گھر ڈانڈے پر
گوبر سے لیپے آنگن میں
تلسی کا پیڑ، گھنٹی کی آواز
ماں کے منہ سے رامائن کے دوہے چوپائی رس گھولیں
آؤ دل کی گانٹھیں کھولیں
بابا کی بیٹھک میں بچھی
چٹائی، باہر رکھے کھڑاؤں
ملنے والے کے دل میں
کشمکش جاؤں یا نہ جاؤں
ماتھے تلک، ناک پر عینک، پوتھی کھلی، خود سے بولیں
آؤ دل کی گانٹھیں کھولیں
سرسوتی کی دیکھ ریاضت
لکشمی نے تعلق نہ جوڑا
مٹی نے ماتھے کا چندن
بننے کا عہد نہ چھوڑا
نئے سال کے خیر مقدم میں، ٹک رک لیں، کچھ تازہ ہو لیں
آؤ دل کی گانٹھیں کھولیں

(۲۵/دسمبر ۱۹۹۴ء یوم پیدائش پر)

# نئی گانٹھ لگتی

زندگی کی ڈور حد چھونے کو مچلی
جاڑے کی دھوپ سنہرے گنبدوں سے پھسلی
باطن کی بہشت
سوئی پڑی شہنائی
ایک دبے درد سی دفعتاً ہی جگتی
نئی گرہ لگتی
دور نہیں پاس نہیں منزل انجان
سانسوں کے سرگم پر چلنے کی ٹھانی
پانی پر لکیر سی
کھلی زنجیر سی
کوئی سراب مجھے بار بار فریب دیتا
نئی گرہ لگتی
دل میں لگی گرہ مشکل سے کھلتی
داغدار زندگی نہ تالابوں پر دھلتی
جیسی کی تیسی نہیں
جیسی ہے ویسی سہی
کبیرا کی چادر یا بڑی قسمت سے ملتی
نئی گرہ لگتی

✡❄❄❄✡

# یکش سوال

جو کل تھے
وہ آج نہیں ہیں
جو آج ہیں
وہ کل نہیں ہوں گے
ہونے نہ ہونے کا سلسلہ
ہم ہیں ہم رہیں گے
یہ شک بھی ہمیشہ پلتا رہے گا

سچ کیا ہے؟
ہونا یا نہ ہونا
یا دونوں سچ ہیں
جو ہے، اس کا ہونا سچ ہے
جو نہیں ہے، اس کا نہ ہونا سچ ہے
مجھے لگتا ہے کہ
ہونا نہ ہونا ایک سچ کے
دو سمت ہیں

باقی سب سمجھ کا پھیر
عقل کی ورزش ہے

لیکن نہ ہونے کے بعد کیا ہوتا ہے؟
یہ سوال لاجواب ہے
ہر ایک نیا نچیی کیتا
اس سوال کی تحقیق میں لگا ہے
سبھی کوشش کرنے والوں کو اس سوال نے ٹھگا ہے
شائد یہ سوال، سوال ہی رہے گا
اگر کچھ سوال لاجواب رہیں
تو اس میں برائی کیا ہے

ہاں تحقیق کا سلسلہ نہ رکے
مذہب کا احساس
سائنس کی تحقیق
ایک دن ضرور
بند دروازہ کھولے گا
سوال پوچھنے کے بجائے
یکش خود جواب بولے گا

✡❄❄❄✡

# معافی نامہ

معاف کرو باپو ! تم ہم کو
قول تباہ کرنے کے ہم مجرم
راج گھاٹ کو کیا ناپاک
منزل بھولے ، سفر آدھا
جے پرکاش جی ! رکھو بھروسہ
ٹوٹے خوابوں کو جوڑیں گے
چتا کی خاک کی چنگاری سے
اندھیرے کے قلعہ توڑیں گے

✡❄❄❄✡

# قومی نغمے

(راشٹریتا کے سر)

کس نے ایسا دودھ پیا جو روکے رفتار طوفانی
یہ زندگی کا مد چلی جوشیلی شریر جوانی
نوجوان ہار جاتے ہیں لیکن جوانی کبھی نہ ہاری
ایک لمحہ کی بات نہیں ہے قدیمی مقابلہ ہمارا

# یوم آزادی کی پکار

پندرہ اگست کا دن کہتا آزادی ابھی ادھوری ہے
خواب سچ ہونے باقی ہیں، راوی کی قسم نہ پوری ہے
جن کی لاشوں پر قدم رکھ کر آزادی بھارت میں آئی
وہ اب تک ہیں خانہ بدوش، غم کی کالی بدلی چھائی
کلکتے کے فٹ پاتھوں پر جو آندھی پانی سہتے ہیں
ان سے پوچھو پندرہ اگست کے بارے میں کیا کہتے ہیں
ہندو کے ناطے ان کی تکلیف سنتے اگر تمھیں شرم آتی
تو سرحد کے اس پار چلو، تہذیب جہاں کچلی جاتی
انسان جہاں بیچا جاتا، ایمان خریدا جاتا ہے
اسلام سسکیاں بھرتا ہے، ڈالر دل میں مسکراتا ہے
بھوکوں کو گولی، ننگوں کو ہتھیار پنہائے جاتے ہیں
سوکھے گلے سے جہادی نعرے لگوائے جاتے ہیں
لاہور، کراچی ڈھاکہ پر آفت کی ہے کالی پرچھائیں
پختونوں پر گلگت پر ہے غمگیں غلامی کی پرچھائیں

بس اس لیے تو کہتا ہوں، آزادی ابھی ادھوری ہے
کیسے خوشی مناؤں میں، تھوڑے دن کی مجبوری ہے

دن دور نہیں منقسم ہندوستان کو پھر سے غیر منقسم بنائیں گے
گلگت سے گارو پہاڑ تک آزادی کا جشن منائیں گے

اس سنہرے دن کے لیے آج سے ہمت کریں ایثار کریں
جو پایا اس میں کھو نہ جائیں، جو کھویا اس کا خیال کریں

(۱۵/اگست ۱۹۴۷ء کو لکھی گئی).

✡❄❄❄✡

# لافانی آگ ہے

کروڑ، کروڑ مضطرب دلوں میں
سلگ رہی ہے جو چنگاری
لافانی آگ ہے لافانی آگ ہے

شمال سمت میں غیر مفتوح قلعہ سا
بیدار نگہبان زمانہ، زمانہ کا
مورت ایسا، قائم ودائم، تحمل کا مجسمہ سا
مستقل ثابت قدم، ہمالیہ بڑا ہے

آسمان کے سینہ کو چھوتا سا
نیک نامی کا مخزن سا
روشن چراغوں کی روشنی میں
جھلمل، جھلمل

روشن ماں کا قابل پرستش جلال ہے
کون کہہ رہا اسے ہمالیہ
وہ تو برف سے ڈھکا آتش فشاں
ریزہ ریزہ، ذرہ ذرہ غار کندر
گونجتا ہوا آواز کر رہا اب تک

ڈم،ڈم ڈمرو کی خوفناک آواز

گوری شنکر کے پہاڑی غار
پہاڑ کی چوٹی، جھرنا، باغ، باغیچہ
پیڑ گھاس روشن

شنکر کی تیسری آنکھ کی
لشکر تباہی سے تاباں شعلہ
جس کو چھو کر
لمحہ بھر ہی میں
کام رہ گیا تھا مٹھی بھر

یہی آگ لے ہر روز مشرق
اپنا شفقی سہاگ سجاتی
اور شدید آفتاب کا سنہرا جسم
اسی آگ میں پل کر
رات رات دن دن
پانی پانی ہر لمحہ
کائنات قیامت تک ظلمت زدہ
دنیا کو راستہ دکھاتی

یہی آگ لے ہند مہاساگر کا

سینہ ہے بھڑکتا
امنگ امنگ روشن شعلہ بن
مشرق مغرب راستوں کو چھو
صدیوں کی بدنصیب شب میں
سوئے پتھر کے ٹکڑے سلگاتی

آنکھ آنکھ میں یہی آگ لے
گلے گلے میں قیامت خیز نغمہ لے
اب تک ہندستان جیا ہے
اس آگ کی درخشاں روشنی میں
ساتوں سمندر کی کل ترائی پر
دریا کی لے کی سفید دھار پر
لب جو، ساحل پر
پتوں کی جھونپڑی میں، پتوں کی نشست پر
کروڑ، کروڑ عارف پرہیز گاروں نے
درخشاں علم کا چاند پیا تھا
جس کا کچھ تھوڑا سا جوٹھا
وحشی مغرب نے
مثل رحم بخشش
اپنی زندگی کو کامیاب مان کر

ہاتھ پھیلا کر
سر آنکھوں پر رکھ لیا تھا

وید وید کے افسوں، افسوں میں
افسوں افسوں کی سطر سطر میں
سطر سطر کے الفاظ الفاظ میں
الفاظ الفاظ کے حرف آواز میں
درخشاں علم کا نور روشن
سچائی، شیو، خوبصورت مزین
کپل، کنا داور جیمنی کی
ہمدردی کا لافانی اظہار
واضح جائزہ نظر ثانی

ذات مطلق دنیا کا طلسم کا دیدار
کروڑ کروڑ گلوں میں بازگشت
جو بہت زیادہ مبارک متوفی آواز
لافانی نغمہ ہے، لافانی آگ ہے
کروڑ کروڑ بے چین دلوں میں
سلگ رہی ہے جو چنگاری
لافانی آگ ہے، لافانی آگ ہے

یہی آگ سریو کے ساحل پر
دشرتھ جی کے راج محل میں
دولت کے اژدھام میں، متحرک برق سی
ظاہر ہوئی روشن ہوئی تھی

دیو، عفریت کے بے دینی سے
مصیبت زدہ پاک وصاف جگہ کے لوگ لوگ
مشکوک دل ہی دل
خوفزدہ پنڈت مضطرب پرہیزگاروں کی جماعت
بول رہی بے دینی کی تونی
دشوار ہوئی مذہب کی تعمیل

تب وطن کی حفاظت کے لیے ملک کی
سوئی جنگ جوئی جاگی تھی
رام کی شکل میں ظاہر ہوئی یہ آگ
جس نے
شیطان جلائے
ملک بچایا
والمیکی نے جس کو گایا

حیرت سے دنیا نے دیکھا
سیتا کی عفّت کی آگ

دنیا تعجب میں رہ گئی دیکھ کر
عورت کی حفاظت کے سبب جب
انسان کیا بانسر نے بھی اپنی
بہت زمانہ کی قربانی کی ویدی پر
بے شمار ہو کر
متبسم مسرور ہو کر سر چڑھایا
یہی آگ روشن ہوئی تھی
جمنا کی بے چین آہوں سے
بے انصافی تکلیف زدہ برج کے
آنسو سمندر میں سمندری آگ بن
کون سہہ سکا ماں کا ماتم کرنا
غریب دیوکی نے جیل میں
سلگائی تھی یہی آگ جو
کرشن کی شکل میں ظاہر ہو گئی تھی
جس کو چھو کر
ماں کے ہاتھ کی کڑیاں
پیر کی لڑیاں
چٹ چٹ ٹوٹ پڑی تھیں
شنکھ کی خوفناک آواز سن کر

تڑپ اُٹھا غضب ناک خوش منظر
ارجن کا گنڈیو
بھیم کی گدا
دھرم کا مذہب ڈٹ گیا

لافانی زمین میں
جنگ کی زمین میں
مذہب کی زمین میں
کام کی زمین میں
گونج اُٹھی گیتا کی آواز
بابرکت لوگ، لوگ کی بھلائی
ناخواندہ ناواقف دنیا نے پائی
سر جھکا کر ایک امانت
کون فلسفی دے پایا ہے
اب تک ایسا زندگی کا فلسفہ
کالندی کے کل ترائی پر
کرشن کے گلے سے گونجی جو آواز
لافانی نغمہ ہے لافانی نغمہ ہے

کروڑ کروڑ بے چین دلوں میں
سلگ رہی ہے جو چنگاری
لافانی آگ ہے، لافانی آگ ہے

# تعارف

ہندو جسم دل ہندو زندگی، رگ رگ ہندو میرا تعارف
میں شنکر کا وہ غصہ ہوں، کر سکتا دنیا میں خار خار
ڈمرو کی وہ قیامت خیز آواز ہوں، جس میں ناچتی خوفناک غارت گری
رن چنڈی کی ناآسودہ پیاس، میں درگا کا مست مذاق
میں ملک الموت کی قیامت خیز پکار، جلتے مرگھٹ کا دھواں دھار
پھر دل کی گہرائی کی سوزش سے، دنیا میں آگ لگادوں میں
اگر بھڑک اٹھے پانی، خشکی، آسمان بنیاد، حساس تو کیا استعجاب
ہندو جسم دل ہندو زندگی، رگ رگ ہندو میرا تعارف

میں علاحدہ بشر، بے خوفی کی دعا لیے آیا زمین پر
پانی پی کر سب مرتے آئے، میں لافانی ہوا زہر پی کر
لبوں کی پیاس بجھائی ہے، پی کر میں نے وہ آگ شدید
ہو جاتی دنیا راکھ، جس کو لمحہ بھر میں، ہی چھو کر
خوف سے بے قرار پھر دنیا نے شروع کیا میری پرستش
میں انسان، نارائن، نیل کنٹھ بن گیا، نہ اس میں کچھ شبہ
ہندو جسم دل ہندو زندگی، رگ رگ ہندو میرا تعارف

میں تمام دنیا کا معلم عظیم ، دیتا علم کا لافانی صدقہ
میں نے دکھلایا نجات کا راستہ، میں نے سکھلایا ذات مطلق کا علم
میرے ویدوں کا علم لافانی، میرے ویدوں کی روشنی تیز
انسان کے دل کا اندھیرا، کیا کبھی سامنے سکا ٹھہرا ؟
میری آواز آسمان میں گھمر گھمر ، سمندر کے پانی میں چھہر۔ چھہر
اس کونے سے اس کونے تک کر سکتا دنیا زعفران زار
ہندو جسم دل ہندو زندگی، رگ رگ ہندو میرا تعارف
میں منبع نور، ظلمت عرق دنیا میں پھیلائی میں نے روشنی
دنیا کی تخلیق کر کے بربادی ، کب چاہا ہے اپنی ترقی
پناہ گزیں کی حفاظت کی ہے میں نے اپنی زندگی دے کر
بھروسہ نہیں اگر آتا تو گواہ ہے یہ تاریخ لافانی
اگر آج دہلی کے کھنڈر صدیوں کی نیند سے جگ کر
گونج اٹھے اونچی آواز سے ہندو کی جے تو کیا تعجب
ہندو جسم دل ہندو زندگی، رگ رگ ہندو میرا تعارف
دنیا کے ویرانے راستے پر جب جب انسان نے کھائی ٹھوکر
دو آنسو باقی بچا پایا جب جب بشر سب کچھ کھو کر
میں آیا تبھی پگھلا ہو کر ، میں آیا علم کا چراغ لے کر
اپنا راستہ بھولا ہوا انسان راستہ پر چل نکلا سوتے سے جگ کر
راستہ کے گرداب سے تھک کر، جو بیٹھ گیا آدھے راستہ پر

اس انسان کو راستہ دکھانا ہی میرا ہمیشہ کا مصمم عزم
ہندو جسم دل ہندو زندگی، رگ رگ ہندو میرا تعارف

میں نے سینہ کا خون پلا، پالے غیر ملک کے شدھت لعل
مجھ کو انسان میں فرق نہیں، میرا ضمیر بڑا عظیم الشان
دنیا کے ٹھکرائے لوگوں کو، لو میرے گھر کا کھلا دروازہ
اپنا سب کچھ ہوں لٹا چکا، پھر بھی لازوال ہے خزینہ
میرا ہیرا پاکر روشن ہوا ہرجائی کا وہ حکومت کا تاج
اگر ان پیروں پر جھک جائے کل تاج تو کیا تعجب؟
ہندو جسم دل ہندو زندگی، رگ رگ ہندو میرا تعارف

میں بہادر بیٹا، میری ماں کے دنیا میں جوہر بے کراں
اکبر کے بیٹوں سے پوچھو کیا یاد انھیں مینا بازار
کیا یاد انھیں چتوڑ قلعہ میں جلنے والی آگ تیز
جب ہائے ہزاروں ماں تل تل جل کر ہو گئیں لافانی
وہ بجھنے والی آگ نہیں رگ رگ میں اسے سمائے ہوں
اگر کبھی اچانک پھوٹ پڑے، بدامنی لے کر تو کیا تعجب
ہندو جسم دل ہندو زندگی، رگ رگ ہندو میرا تعارف

ہو کر آزاد میں نے کب چاہا ہے کرلوں دنیا کو غلام
میں نے تو ہمیشہ سیکھا ہے کرنا اپنے دل کو غلام
گوپال رام کے ناموں پر کب میں نے ظلم کیے؟

کب دنیا کو ہندو کرنے گھر گھر میں قتل عام کیے؟
کوئی بتلائے کابل میں جاکر کتنی مسجد توڑیں ؟
قطعہ ارض نہیں صد صد انسان کے دل جیتنے کا عزم
ہندو جسم دل ہندو زندگی، رگ، رگ ہندو میرا تعارف
میں ایک نقطہ، مکمل سمندر ہے یہ میرا ہندو معاشرہ
میرا اس کا تعلق لافانی، میں فرد اور یہ معاشرہ
اس سے میں نے پایا جسم دل اس سے میں نے پائی زندگی
میرا تو بس فرض یہی، کردوں سب کچھ اس پر نذر
میں تو معاشرہ کی امانت ہوں، میں معاشرہ کا ہوں خادم
میں تو رواداری کے لیے توانائی کو کرسکتا قربان بے خوف
ہندو جسم دل ہندو زندگی، رگ رگ ہندو میرا تعارف

✡❄❄❄✡

# آج سمندر میں جوار اٹھا ہے

آج سمندر میں مد اٹھا ہے نکپتی پھر پکار اٹھا ہے
کورو کشیتر کے ذرہ ذرہ سے پھر کرشن کا شنکھ مددگار اٹھا ہے

سو سو زخموں کو سہ کر زندہ ہندوستان ہمارا
دنیا کے ماتھے پر رولی سا، مزین ہندوستان ہمارا

دنیا کی تاریخ پوچھتی، روم کہاں، یونان کہاں ہے؟
گھر گھر میں مبارک آگ جلاتا، وہ عروج یافتہ ایران کہاں؟

چراغ بجھے مغربی آسمان کے طاری ہوا تاریک اندھیرا
لیکن چیر کر ظلمت کا سینہ، چمکا ہندوستاں ہمارا

ہم نے دل کی محبت لٹا کر تکلیف زدہ ایرانی پالے ہیں
اپنی زندگی کی روشنی جلا، انسانیت کے چراغ جلائے ہیں

دنیا کو آب حیات کا گھڑا دے کر، ہم نے زہر پیا تھا
انسانیت کے لیے خوشی سے ہڈی کا نیزہ صدقہ کیا تھا

جب مغرب نے جنگلی پھل کھا کر، چھال پہن کر آبرو بچائی
تب بھارت سے وید کے منظوم منتر کی ملکوتی آواز تھی دی سنائی

نادان انسان کو ہم نے ، روشن علم کا صدقہ دیا تھا
آسمان کی پیشانی کو چوما ، اتھا سمندر کو چھان لیا تھا
گواہ ہے تاریخ، فطرت کی سب سے انوکھی اداکاری ہوتی
مشرق میں نکلتا ہے سورج، مغرب کے اندھیروں میں غروب ہوتا
دنیا کے آسمان پر بے شمار عظمت، چراغ اب بھی جلتے ہیں
کروڑ کروڑ آنکھوں میں سنہرے، دور کے سو خواب پلتے ہیں
لیکن آج بیٹوں کے خون سے رنگین زمین کا سینہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوئی تقسیم شدہ، قربانی بزرگوں کی امانت
ذرہ ذرہ پر خون بکھرا ہے ، قدم قدم پر ماتھے کی رولی
اِدھر منائی راحت کی دیوالی، اور ادھر انسان دولت کی ہولی
مانگوں کا سندور ، چتا کی راکھ بنا ہا ہا کھاتا ہے
بے شمار زندگی کے چراغ بجھاتا گناہوں کا جھونکا آتا ہے
ساحل سے اپنا سر ٹکرا کر جہلم کی لہریں پکارتی
یونانی کا خون دکھا کر چندر گپت کو ہیں گہارتی
رو رو کر پنجاب پوچھتا ، کس نے ہے دو آب بنایا
کس نے مندر گرودواروں کو، بے دینی کا انگارہ دکھایا

کھڑے دہلی پر ہو ، کس نے جوان مردی کو للکارا
کس نے گناہ کا ہاتھ بڑھا کر ماں کا تاج اتارا
کشمیر کے جنت کے باغ کو، کس نے ہے سلگایا ؟
کس نے سینہ پر بے انصافی کا انبار سجایا۔؟
آنکھ کھول کو دیکھو! گھر میں شدید آگ لگی ہے
مذہب، تہذیب ثقافت کھانے دیو کی بھوک جگی ہے
ہندو کہنے میں شرماتے ، دودھ لجاتے شرم نہ آتی
بہت زوال ہے اپنی ماں کو ماں کہنے میں پھٹتا سینہ
جس نے خون پلا کر پالا ، لمحہ بھر اس کا لباس دیکھو
اس کی سونی مانگ دیکھو ، بکھرے بکھرے بال دیکھو
جب تک بدانتظام ہے چوٹی کیسے بندھ پائے گی
کروڑ کروڑ اولاد ہے، ماں کی عزت نہ لٹ پائے گی

✡❄❄❄✡

# جموں کی پکار

ظالم نے آج دوبارہ پکارا
بے انصاف کا چلتا ہے سر کوبی دوھارا
آنکھوں کے سامنے سچ مٹا جاتا ہے
بھارت ماں کا سر کٹا جاتا ہے
کیادوبارہ دیش ٹکڑوں میں بٹ جائے گا!
کیا سب کا خون پانی بن جائے گا ؟
کب تک دیو کی طلسم چلنے دیں گے
کب تک بھسماسر کو ہم فریب دیں گے
کب تک جموں کو یوں ہی جلنے دیں گے
کب تک زبردستی کی شراب رواں ہونے گے
بغیرآواز دیئے برداشت کریں گے کب تک لاٹھی گولی
کب تک کھلیں گے دشمن خون سے ہولی
پرہلاد آزمائش کا وقت اب آیا
ہولیکا بنی دیکھو عبداللہ شاہی
ماں بہنوں کی توہین سہیں گے کب تک ؟
بھولے پانڈو خاموش رہیں گے کب تک ؟

آخر برداشت کی بھی حد ہوتی ہے
سمندر کے سینہ میں بھی آگ ہوتی ہے
معطر ہوا کبھی گرد باد بن ہی جاتی
معصوم شیو کی تیسری آنکھ کھل جاتی
جن لوگوں کو دولت سے پیار، جان سے ممتا
وہ دور رہیں اب شنکھ ہے بجتا
جو نا خوش لڑائی سے ضدی، بے رحم، ڈرپوک ہیں
جنگ کی آواز سن کانپ رہے جن کے باطن ہیں
وہ دور رہیں، چوڑیاں پہن گھر بیٹھیں
بہنیں تھوکیں ، ماں کان اینٹھیں
جو ماں سنگھ کے نسل سامنے آئیں
پھر ایک بار گھر میں ہی آگ لگائیں
لیکن ظالم کی لنکا اب نہ رہے گی
آنے والی اولاد یوں نہ کہیں گی
بیٹوں کے رہتے کٹا ماں کا سر
چپ رہے دیکھتے ظالموں کی داستاں
اب خون سے نئی تاریخ لکھنی ہے
قربانی کے راستہ پر بے خوف پیر رکھنا ہے
آؤ منقسم بھارت کے باشندوں آؤ
کشمیر بلاتا ، ایثار ، مایوس آؤ

ٹھنکر کا خانقاہ، کلہن کا کلام جگاتا
جموں کا ذرہ ذرہ بچاؤ بچاؤ چلاتا
لو سنو شہیدوں کی پکار آتی ہے
ظالم کا اقتدار خوف کھاتا ہے
ویران ہوئے سہاگ کی لالی تمہیں بلاتی
آدھی جلی چتا مخمور، تمہیں جگاتی
ہڈیاں شہیدوں کی دیتیں بلاوا
قربانی کی ویدی پر کردو سب کچھ قربان
جیل کی دیواروں کا نیوتا
کیسی کمزوری، اب کیسا سمجھوتا؟
ہاتھوں میں لے کر جان چلو متوالو
سینہ میں لے کر آگ چلو عزم والو
جو قدم بڑھا اب پیچھے نہیں ہٹے گا
بچہ بچہ ہنس ہنس کر مرمٹے گا
سالوں کے بعد آج قربانی کا دن آیا
ناانصافی انصاف کا طویل رگڑ آیا
پھر ایک بار بھارت کی قسمت جاگی
رعایا جاگی، بے عزت عصمت جاگی
دیکھو وطن کی شہرت نہ کم ہو جائے
ذرہ ذرہ پر پھر قربانی کا سایہ چھا جائے
(جموں آندولن کے موقع پر ۱۹۵۳ء میں لکھی گئی)

# کروڑ قدم بڑھ رہے مقصد کی طرف لگاتار

شری کرشن کی تاحیات ریاضت کی مقدس ظلمت کی دھار
ساٹھ ہمّتی ہی نہیں پار ہوگا اس سے ہندوستان سارا
یہ نئی گنگا توڑ چلی ہے پابندی کی قید
ایک جنھوکیا؟ یہاں پورے چوپایہ کی قوت نے سر دے مارا
زمین پر نہیں کروڑ دلوں میں اسکی دھار سخت ہے
اسے باندھ رکھنے کا گنہگار جشن ہوا بے فائدہ
توڑ ہمالیہ ، چیر جٹائیں چلی سمندر کی طرف
شہر،گاؤں،قصبہ،راستہ غرق کرتی اس کا جانب نہ کنارہ
کس نے ایسا دودھ پیا، جورو کے رفتار طوفانی ؟
یہ زندگی کا مد چلی جوشیلی شریر جوانی
نوجوان ہار جاتے ہیں لیکن جوانی کبھی نہ ہاری
ایک لمحہ کی بات نہیں ہے ، قدیمی مقابلہ ہمارا
پرتھوی راج کی آنکھیں جاتیں خواب نہ ان کے جاتے
بھر جاتے زخم ، داغ لیکن ہمیشہ لازوال رہ جاتے
یہ لوگوں کی گنگا لوگوں کی زندگی کا گناہ گندگی بہاتی

جو ڈوبا وہ کنارہ پا گیا ، گلو خلاصی لٹاتی جاتی
مردے میں زندگی اور جانداروں میں آگ سلگاتی
بد عنوان شکستہ ماں کے مندر کو پھر سے پاک بناتی
اس کے روبرو بادشاہوں کے سر خمیدہ ہونے کو
اس کے ساحل پر ریاست بگڑ نے کو بننے کو
نیک بزرگوں کی مردانگی کا یہ نتیجہ ہے
عالم موجودات کی شفقت، قیامت کا مضطرب پانی ہے
کروڑ بوند بہہ رہے سمندر کی شکل میں
کروڑ قدم بڑھ رہے مقصد کی طرف لگاتار

(۲)

یہ روایت کا سلسلہ ہے کبھی نہ تقسیم ہوگا
بیٹوں کی طاقت پر ہی ماں کا سر مزین ہوگا
وہ ناخلف ہے جس کے رہتے ماں کی حالت نادار ہو
بھائی کا گھر اجاڑ کر کس کا محل بسا ہو
گھر کا چراغ بے کار، ماں کے گھر میں جب اندھیرا
کیسی خوشی مسرت کہ جب تک ڈر بنا ہوا تقسیم ؟
کس بیٹے نے ماں کے ٹکڑے کر کے چراغ جلائے ؟
کس نے بھائی کی قبر پر اونچے محل بنائے ؟

چتا کی راکھ پر کس نے راحت کے سنہرے ساز سجائے؟
کس نے لاکھوں کی تباہی پر جیت کے باجے بجائے؟
کس ناخلف نے پنجاب کو کر ڈالا لال ؟
کس کے گناہوں کا نتیجہ ہے بھگت رہا بنگال ؟
کس نے آگ لگا کر اپنے گھر میں کیا اجالا؟
کس نے اپنی راحت خرید، ماں کو فروخت کر ڈالا؟
کھیتی اناج کی بہترین زمین کیوں ہوئی آج تنگ حال
کس وجہ سے دیوتا کی زمین میں آج قلت اکال
دنیا کی ماں نے بھیک مانگنے کا برا دن کیوں دیکھا
بیٹوں کے گناہوں کا نتیجہ ہے، یہ نہ قسمت کا لکھا
سورج گر گیا اندھیرے میں ٹھوکر کھا کر
بھیک مانگتا ہے ، قارون جھولی پھیلا کر
دانہ دانہ کو محتاج کرن کا ملک ہو گیا
ماں کا آنچل درو پوستا کے بال ہو گئے
جب تک لبوں میں نہ بھیم کی خون کی پیاس جگے گی
تب تک دل سے بے عزتی کی آگ نہیں بجھے گی
کروڑ چراغ جل رہے رات کا اندھیرا چیر۔ چیر کر
کروڑ قدم بڑھ رہے مقصد کی طرف لگاتار

(۳)

آنسو نہیں ، گرم خون کی آج مانگ ہے
گلے گلے میں مرمٹنے کا لازوال نغمہ ہے
جان کے پھول ہی نہیں ، کرو زندگی کی نذر
اب نہ سہیں گے ماں کے بالوں کا کرشن
خار دار راستہ پر پیر بڑھاتے گاتے جانا
ہر بازی پر ہمیں یہاں سب کچھ لگانا
زندگی موت کا کھیل انوکھا، اس میں ہار نہیں ہے
وہ کیا چل پائے گا جس کو راستہ سے پیار نہیں ہے
سن پچیس کا سال ! مسلک پر مسافر ایک چلا تھا
اندھیرے کا سینہ چیر کر چراغ ایک جلا تھا
خاکساری غلامی کا کیچڑ دبا کر کمل کھلا تھا
رات کی تاریکی کے فرق کو مٹا روشنی کا مینار نکلا تھا
راستہ پر چلتے چلتے ہی وہ راستہ بن گیا
تل تل کر جلتے جلتے ہی مردہ بن گیا
وہ کیسا تھا معتقد ، خود قادر مطلق بن گیا
کمہار کی کار گذاری ہو کر ، تخلیق بن گیا
آج نہیں وہ، لیکن راستہ پر قدم کے نشان باقی ہیں

منو کے خلف قیامت کے زمانہ سے کیوں خوف زدہ ہیں؟

رام کرشن اگر گئے وویکا نند باقی ہیں
ابھی پیکر کی تکمیل باقی ہے، عزم کامل ہے
آؤ زمانہ کے خوابوں کو مجسم کریں ہم
مُردوں میں بھی زندگی کی ہنکار بھریں ہم
طاقت ور بازو میں محفوظ ہے ناؤ کی پتوار
چیر چلیں سمندر کا سینہ، پار کریں منجدھار
علم کا خزانہ لے کر نکلا ہے فاتح شنکر
اب نہ چلے گا مکر، فریب، جھوٹ، ریاکاری
اب نہ چلے گا قوم محبت کا مذموم سودا
یہ نیا چانکیہ نہ پھلنے دے گا زہر کا پودا
جسم کی طاقت، دل کا اعتقاد، اپنی روشنی کی دھارا
آج جگے گا دنیا کی ماں کی سوئی قسمت کا ستارا
کروڑ پھول چڑھ رہے دیوتا کے مبارک قدموں پر
کروڑ قوم بڑھ رہے مقصد کی طرف لگاتار

✡❄❄❄✡

# آسمان میں لہراتا ہے بھگوا ہمارا

غلامی کے خوفناک بادل جھومے
کھو بیٹھے سب کچھ آپس میں لڑ کر
بجھے چراغ گھر گھر
ہوا خالی آسمان
ناامیدی کی شب نے جو ڈیرا جمایا
یہ جےؔ چند کی بغاوت کا بدمعاشی کا نتیجہ ہے
جو اب تک اندھیرا، سویرا نہ آیا
مگر سخت اندھیرے میں
شکست کے غم میں
فتح کی روشنی لے
اندھیرے آسمان میں
شفق کے سکونت
دشمنوں کی آنکھ میں
چمکتا رہا قابل پرستش بھگوا ہمارا
آسمان میں لہراتا ہے بھگوا ہمارا

(۲)

بھگوا ہے پدمنی کے جوہر کی آگ

مٹاتی اندھیری رات

لٹاتی اجالا

نئی ایک تاریخ کیا لکھ نہ ڈالی

چتا ایک جلنے

ہزاروں کھڑی تھیں

مرد تو ختم ہوئے

عورت سب ہون کی

روشنی بن آگ کے قدموں پر چڑھی تھیں

مگر جوہروں میں

گھرے کہروں میں

دھوئیں کے بادلوں میں

کہ قربانی کے لمحوں میں

بھڑکتا رہا قابل پرستش بھگوا ہمارا

آسمان میں لہراتا بھگوا ہمارا

مٹے دیوتا

مٹ گئے روشن مندر

برباد ہوئیں دیویاں

برباد ہوگئے سب شہر گھر

خود نااتفاقی کی آگ میں گھر جلا کر

انعام ہاتھوں میں لوہے کی کڑیاں

ناخلف کی ماں

کھڑی آج بھی ہے

بھرے اپنی آنکھوں میں آنسو کی لڑیاں

مگر غلامی کے خوفناک گرداب میں

شکست جنگ میں

آخری لمحوں تک

اچھی امید بندھاتا

کہ خواہش جگاتا

کہ سب کچھ لٹا کر ہی سب کچھ دلانے

بلاتا رہا جان بھگوا ہمارا

آسمان میں لہراتا ہے بھگوا ہمارا

(۳)

کبھی تھے اکیلے ہوئے آج اتنے

نہیں تب ڈرے تو بھلا اب ڈریں گے؟

## مخالفتوں کے سمندر میں

چٹان ہیں ہم
جو ٹکرائیں گے
موت اپنی مریں گے
لیا ہاتھ میں جھنڈا کبھی نہ جھکے گا
قدم بڑھ رہا ہے کبھی نہ رکے گیا
نہ سورج کے سامنے اندھیرا ٹکے گا
بے خوف ہیں سبھی ہم
لافانی ہیں سبھی ہم
کہ سر پر ہمارے ورد ہاتھ کرتا
آسمان میں لہراتا ہے بھگوا ہمارا

✡❄❄❄✡

# ان کی یاد کریں

جو برسوں تک لڑے جیل میں ان کی یاد کریں
جو پھانسی پر چڑھے کھیل میں ان کی یاد کریں
یاد کریں کالا پانی کو
انگریزوں کی من مانی کو
کولہو میں جٹ تیل پیرتے
ساور کر سے قربانی دینے والے کو
یاد کریں بہرے اقتدار کو
بم سے ڈرتے تخت تاج کو
بھگت سنگھ، سکھ دیو، راج گرو
مقدس ایثار نفس کو
ظالم سے لڑیں رحم کی مت فریاد کریں
ان کی یاد کریں
یاد کریں ہم پرتگال کو
ظلم، ستم کے تیس سال کو
فوجی جوتوں تلے انقلاب کی
عظیم الشان سلگی چنگاری کو

یاد کریں سالا زاروں کو
زاروں کے بے انصافیوں کو
سائبیریا کے نکالے ہوئے
کیمپوں کی چیخ پکار کو
آزادی کی نئی جنگ کا بلند آہنگ شنکھ کریں
ان کی یاد کریں
قربانیوں کا وقت آیا
جمہوریت کر رہا شور غوغا
خودداری سے وہی جیئے گا
جس سے گئی قیمت چکائی
منظم طاقت گلوخلاصی مانگتی
اچھا ساتھ ثابت قدم عبادت کے ساتھ
کار گذاری پر جلال، زمین برف پہاڑ سی
حالت ابرتی ہت گلوخلاصی مانتی
آخری فتح راستہ میں طے شدہ
کیوں اضمحلال کریں
ان کی یاد کریں

✡❄❄❄✡

# امر ہے یوم جمہوریہ

راج پتھ پر بھیڑ جن پتھ پڑا غیر آباد
فوجی دستوں کا مارچ ، ہوتا شور دگنا
شور سے ڈوبے ہوئے آزادی کے سُر
رلانے والا کلام ، قلم بے حس کسمساتا دل
ڈری ہوئی بھڑ ، عوامی حقوق سے محروم
بند انصاف کے دروازے، اقتدار بے عزت
جمہوریت کا زوال ، فرد کا جے جے کا نعرہ ہوتا
خود مختاری کا خواب ، راوی ساحل روتا

(۲)

خون کے آنسو بہانے کو مجبور جمہوریت
حکومت کے نشہ نے پامال کر ڈالے آزادی کے نیک افسوں
کیا اسی دن کے لیے بزرگ ہوئے قربان
پشتیں لڑی ، صدیوں چلا آتش غسل
آزادی کے دوسرے مقابلہ کا کعب آواز
ہولیکا ایمر جنسی پھر مانگتی پرہلاد
لافانی ہے جمہوریت، قید کے کھلیں گے دروازے
خلف آب حیات کے ، نہ زہر سے مان سکتے ہار

(یوم جمہوریہ ۱۹۷۵ء)

✡❄❄❄✡

# اقتدار

معصوم بچوں
بوڑھی عورتوں
جوان مردوں
کی لاشوں کے ڈھیر پر چڑھ کر
جواقتدار کے تخت شاہی پر پہنچنا چاہتے ہیں
ان سے میرا ایک سوال ہے
کیا مرنے والوں کے ساتھ
ان کا کوئی رشتہ نہ تھا
نہ سہی مذہب کا ناتا
کیا زمین کا بھی تعلق نہ تھا
"زمین ماں ہے اور ہم اس کے بیٹے"
ارتھ وید کا یہ منتر
کیا صرف پڑھنے کے لیے ہے
جینے کے لئے نہیں؟

آگ میں جلے بچے
درندگی کی شکار عورتیں

راکھ میں بدلے گھر
نہ تہذیب کے سارٹیفکیٹ ہیں
نہ دیش کی وفاداری کا تمغہ

وہ اعلان نامہ ہیں تو حیوانیت کا
ثبوت ہیں تو کمینے پن کا
ایسے نالائق سے
ماں کا بانجھ رہنا ہی اچھا تھا

بے قصور کے خون سے سنی حکومت کی کرسی
مرگھٹ کی دھول سے بھی گری ہے
اقتدار کی بے قابو بھوک
خون پینے سے بھی بری ہے

پانچ ہزار سال پرانی تہذیب
غرور کریں یا روئیں
مطلب کی دوڑ میں
کہیں آزادی پھر سے نہ کھوئیں

✡❄❄❄✡

ایک ہاتھ میں تخلیق
دوسرے میں بربادی لیے چلتے ہیں
سبھی ناموری آگ میں جلتے
ہم اندھیرے میں جلتے ہیں
آنکھوں میں دولت کے خواب
قدم میں طوفانوں کی تیزی ہو
قوم پرستی کا مَد نہ رکتا
آئے جس جس کی ہمت ہو

✡❄❄❄✡

# للکار کے نغمے

## (چنوتی کے سر)

# ماں کی پوجا کے تئیں پابند

پھول کانٹوں میں کھلتے ہیں
چراغ اندھیروں میں جلتے ہیں
آج نہیں پرہلاد ہمیشہ سے
پریشانیوں میں ہی پلتے ہیں
لیکن اذیت کی طاقت پر
جذبات نہیں رکتے ہیں
ہولیکا کی چتا جلتی ہے
ظالم ہاتھ ملتے ہیں

(سنگھ پر لگی پابندی پر لکھی گئی)

✡❄❄❄✡

# گلے گلے میں ایک نغمہ ہے

ماں کے سبھی فرزند رشید پروتے روشن دل کی مالا
ہندو کش سے بحر اعظم تک جگی تنظیم کی آگ

دل دل میں ایک آگ ہے گلے گلے میں ایک نغمہ ہے
ایک مقصد ہے ایک خواب، واپس کرنا ماں کا امن اماں خوش نصیبی

پر زور مخالفت کے سمندر میں ہم مستحکم چٹان بنیں گے
جو آکر سر ٹکرائیں گے۔ اپنی موت مریں گے

مصیبتیں آتی ہیں آئیں ہم نہ رکیں گے ہم نہ رکیں گے
حملوں کی کیا فکر، ہم نہ جھکیں گے ہم نہ جھکیں گے

سمندر کو کس نے باندھا ہے؟ طوفانوں کو کس نے روکا
گنہگاروں کی لنکا نہ رہے گی، یہ انچاس ٹھنڈی ہوا کا جھونکا

آندھی چھوٹے چھوٹے چراغ بجھاتی لیکن بھڑکاتی ہے آتش صحرا
کروڑ کروڑ دلوں کی آگ کون بجھائے گا کس میں طاقت؟

چھوئی موئی کے پیڑ نہیں، جو چھوتے ہی مرجھا جائیں گے
کیا بجلیوں کے حملہ سے آسمان کے جلتے تارے بجھ پائیں گے؟

قیامت خیز بربادی کا سینہ چیر کر، اندھیرے کو نیست نابود کر
تابناک چیلنج ساچمکا ہے،مشرق کے پردھمیں پرمسرت انگیز سورج

سچے سورج کے شدید حدت سے چمگادڑ، الو چھپتے ہیں
پرندوں کے رونے کو سن کر کرن خدنگ کیا رک سکتے ہیں
خالص دل کی آگ سے اعتبار کا چراغ بے غرض جلا کر
کروڑ کروڑ پیر بڑھتے جا رہے، تل تل زندگی گلا گلا کر
جب تک مقصد پورا نہ ہوگا، تب تک پیر کی رفتار نہ رکے گی
آج کہے چاہے کچھ دنیا، کل کو بنا جھکے نہ رہے گی

✡❄❄❄✡

# آئے جس جس کی ہمت ہو

ہندو مہوددھی کے سینہ میں بھڑکی بے عزتی کی آگ
اور آج بغیر حد ہماچل مجسم دلوں کی مالا
سمندر کی خوفناک لہروں میں زندگی کا جی بھر ماتم کرنا
سونے کی لنکا کی مٹی رکھ کر بھرتا آہ پر بھنجن
خالی ساحل سے سر ٹکرا کر پوچھ رہی سرجو کی لہر
سمندر کے سوت سے بھی بڑھ کر مرا ہوا کیا ہندوستان سارا
جمنا کہتی کرشن کہاں ہیں؟ سرجو کہتی رام کہاں ہیں؟
غم زدہ گنڈکی پوچھ رہی ہے، چندر گپت طاقتور کہاں ہیں؟
ارجن کا گنڈیو کدھر ہے؟ کہاں بھیم کی گدا کھو گئی؟
کس کونے میں کرشن کا شنکھ ہیں؟ کہاں بھشم کی طاقت سو گئی؟
بے گنتی سیتائیں اغوا ہیں، مہاویر خود کو پہچانو
بے عزت درپدائیں کتنی، جنگ کے حوصلہ تیر کو سندھانو
الشیندر کو خاک چٹانے والی قوت پھر سے جاگو
چھتر تیو شجاعت کے جاگو، چنک بیٹے کے عزم جاگو
کرڑ کروڑ بیٹوں کی ماں اب بھی تکلیف زدہ بے عزت ہے
جو ماں کی تکلیف نہ مٹائیں ان بیٹوں پر بھی لعنت ہے

لعنت ان کی بھری جوانی پر جو آرام کی نیند سو رہے
لعنت ہے ہم کروڑ کروڑ ہیں، لیکن کسی کے پیر دھو رہے

اب تک جس دنیا نے پیر چومے آج اس کے روبرو جھکے کیوں
عظمت جواہر کھو کر بھی میرے سانپوں کے راجپتی میں ڈوبے کیوں

گذشتہ عظمت کا عزت نفس لے موجودہ کی طرف دیکھو
جو جوٹھا کھا کر ترو تازہ ہوا ہے۔ اس کے روبرو ہاتھ نہ پھیلاؤ

پرتھوی کی اولاد فقیر بن کر پردیسی کا صدقہ نہ لے گی
غوری کی اولاد سے پوچھو کیا ہم کو پہچان نہ لے گی

ہم اپنے کو پہچانیں، قوت روحانی کا عزم ٹھانیں
پڑی ہوئی بچی کچھی خوراک کو شیر نہیں جاتے ہیں کھانے

ایک ہاتھ میں تخلیق،، دوسرے میں بربادی لے چلتے ہیں
سبھی ناموری آگ میں جلتے، ہم اندھیرے میں جلتے ہیں

آنکھوں میں دولت کے خواب قدم میں طوفانوں کی تیزی ہو
قوم پرستی کا مدنہ رکتا، آئے جس جس کی ہمت ہو

✡❄❄❄✡

# ایک برس بیت گیا

ایک سال بیت گیا
آگ لگاتا جیٹھ کا مہینہ
سرد چاندنی رنجیدہ
سسکی بھرتے ساون کا
ضمیر ریت گیا

ایک سال بیت گیا
سیکچوں میں سمٹا عالم
لیکن بے چین جان پرندہ
زمین سے آسمان تک
گلو خلاصی کے نغمہ کا شور ہو گیا

ایک سال بیت گیا
راستہ دیکھتی آنکھیں
گنتے دن، لمحہ سائت
لوٹ کبھی آئے گا
دل کا جو میت گیا
ایک سال بیت گیا

(ایمرجنسی کے دوران جیل میں ایک سال کے بعد لکھی گئی)

✡❄❄❄✡

# زندگی کی ڈھلنے لگی شام

زندگی کی ڈھلنے لگی شام
عمر کم ہوگئی
راہ کٹ گئی
زندگی کی ڈھلنے لگی شام
بدلے ہیں معنی
الفاظ ہوئے بے معنی
سکون کے بغیر خوشیاں ہیں بانجھ
خوابوں سے میت
منتشر ہوا نغمہ
پیچھے ہٹ رہے ہیں پیر اور جھجک رہی بے صبری
زندگی کی ڈھلنے لگی شام
(ایمرجنسی کے دوران اپنی پچاسویں سالگرہ پر لکھی گئی)

✡❄❄❄✡

# پھر چمکے گا سورج

آزادی کا دن منایا
نئی غلامی پیچ
سوکھی زمین، خاموش آسمان
دل آنگن میں کیچ
خواہش آنگن میں کیچ
کمل سارے مرجھائے
ایک ایک کر چراغ بجھے
اندھیرا چھایا
کہ محبوس شاعر عالم
نہ اپنا تنگ مزاج کر
چیر شب کا سینہ
پھر چمکے گا سورج

(ایمرجنسی کے دوران یوم آزادی کے موقع پر لکھی گئی)

✡❄❄❄✡

# قدم ملا کر چلنا ہوگا

پابندیاں آتی ہیں آئیں
محصور ہوئیں قیامت کی کالی بدلی
پیروں کے نیچے انگارے
سر پر برسیں اگر شعلہ
اپنے ہاتھوں سے ہنستے ہنستے
آگ لگا کر جلنا ہوگا
قدم ملا کر چلنا ہوگا
تمسخر گریہ وزاری میں، طوفانوں میں
لافانی لاتعداد قربانیوں میں
باغوں میں ، ویرانوں میں
بے عزتی میں عزت میں
عروج یافتہ پیشانی ، ابھرا سینا
پریشانیوں میں پلنا ہوگا
قدم ملا کر چلنا ہوگا
روشنی میں ، اندھیرے میں
دریا کی ترائی میں ، بیچ دھار میں

سخت نفرت میں، پوت پیار میں
وقتی جیت میں، طویل ہار میں
زندگی کے سو سو پرکشش
ارمانوں کو پینا ہوگا
قدم ملا کر چلنا ہوگا
روبرو پھیلا لافانی نصب العین راستہ
لگاتار ترقی کیسا ختم شروع
مسکاتا ہوا خوش کیسا محنت شلتھ
ناکامیاب، کامیاب برابر خواہش
سب کچھ دے کر کچھ نہ مانگتے
برسات بن کر بنہا ہوگا
قدم ملا کرچلنا ہوگا
کش کانٹوں سے آراستہ زندگی
شدید پیار سے محروم جوانی
سکوت سے گونجا سکریو کا بن
دوسروں کی بھلائی میں قربان اپنا تن من
زندگی کو سو سو قربانی میں
جلنا ہوگا گلنا ہوگا
قدم ملا کر چلنا ہوگا

✡❄❄❄✡

# پڑوسی سے

ایک نہیں، دو نہیں کرو بیسوں سمجھوتے
پر آزاد ہندوستان کا سر نہیں جھکے گا

بے شمار قربانیوں سے حاصل یہ آزادی
آنسو، حرارت، خون سے سینچی ہوئی یہ آزادی
ایثار، جلال ریاضت طاقت سے محفوظ یہ آزادی
جان سے بھی بہت زیادہ محبوب یہ آزادی

اسے مٹانے کی سازش کرنے والوں سے
کہہ دو چنگاری کا کھیل برا ہوتا ہے
دوسروں کے گھر آگ لگانے کا جو خواب
وہ اپنے ہی گھر میں ہمیشہ سچا ہوتا ہے

اپنے ہی ہاتھوں تم اپنی قبر نہ کھودو
اپنے پیروں آپ کلہاڑی نہیں چلاؤ
اُو نادان پڑوسی اپنی آنکھیں کھولو
آزادی بیش قیمت نہ اس کی قیمت لگاؤ

پر تم کیا جانو آزادی کیا ہوتی
تمھیں مفت میں ملی نہ قیمت گئی چکائی
انگریزوں کی طاقت پر دو ٹکڑے پائے ہیں
ماں کو تقسیم کرتے تم کو شرم نہ آئی

امریکی ہتھیاروں سے اپنی آزادی کو
دنیا میں قائم رکھ لوگے یہ مت سمجھو
دس بیس ارب ڈالر لے کر ، آنے والی
بربادی سے تم بچ لوگے ، یہ مت سمجھو

دھمکی، جہاد کے نعروں سے ہتھیاروں سے
کشمیر پر قبضہ کرلو گے یہ مت سمجھو
حملوں سے ظلم ستم سے غارتگری سے
بھارت کا ماتھا جھکا لوگے ، یہ مت سمجھو

جب تک گنگا میں بہاؤ سمندر میں مد
آگ میں گرمی ، سورج میں تپش باقی
آزادی کی لڑائی کی ویدی پر قربان ہوں گے
بے شمار زندگی ، باقی جوانی

امریکہ کیا دنیا بھلے ہی ہو مخالف
کشمیر پر بھارت کا جھنڈا نہیں جھکے گا
ایک نہیں دو نہیں کرو بیسوں سمجھوتے
لیکن آزاد ہندوستان کا سر نہیں جھکے گا

(امریکہ پاکستان سمجھوتے پر رد عمل)

✡❄❄❄✡

دل میں لگی جو گرہ مشکل سے کھلتی
داغدار زندگی نہ تالابوں پر دھلتی
جیسی کی تیسی نہیں
جیسی ہے ویسی سہی
کبیرا کی چادریا بڑی قسمت سے ملتی

# متفرق نغمے

## (وودھ سر)

# روتے روتے رات سو گئی

خم نہ ہوئی الکیں
جھکی نہ پلکیں
پنڈتوں کی بارات کھو گئی

درد پرانا
میت نہ جانا
باتوں میں ہی صبح ہو گئی

گھر آیا بادل کا ٹکڑا
بوند نہ نکلی
جدائی ایسا درد دے گئی

✡❄❄❄✡

# بلاتی تمھیں منالی

آسمان میں بجلی زیادہ
گھر میں بجلی کم
ٹیلی فون گھماتے جاؤ
زیادہ ترگم سم

برف ڈھکی پہاڑیاں
ندیاں، جھرنے، جنگل
راجہ اندر کے مغنّی کا خطّہ
اُلوہیت حرکت کریں لمحہ لمحہ

ہرے ہرے بادام پیڑ پر
لدے کھڑے چلغوزے
گندھک ملا اُبلتا پانی
کھوئی جواہرات کو تلاش کریں

دونوں بانہیں پھیلا کر
بلاتی تمھیں منالی
آتش صحرائی میں معطّر ہوا
مہکی دوست منالی

✡ ❄ ❄ ❄ ✡

# کشمکش

کیا سچ ہے کیا شو، کیا خوبصورت
نعش کی پوجا
شو کا اخراج
کہوں علاحدگی یا تبدیل ہیئت
دولت دو چند
باطن خالی
کہوں ترقی یا نقل مکانی
صرف تبدیلی
یا نئی تخلیق
مبارک باد کہوں یار ہوں خاموش
(لینن کی سمادھی دیکھنے کے بعد لکھی گئی)

✡❄❄❄✡

# ببلی کی دیوالی

ببلی لولی کتے دو
کتے نہیں کھلونے دو
لمبے لمبے بالوں والے
پھولے پچکے گالوں والے
قد چھوٹا شریر فطرت ہے
دیکھ انجان بڑا تاؤ ہے
بھاگے تو بس شامت آئی
منہ میں جھٹ پٹ پینٹ دبائی
دوڑو مت ، ٹھہرو جیوں کے تیوں
تھوڑی دیر کریں گے بھوں بھوں
ڈرتے ہیں ، اس لیے ڈراتے
سونگھ سانگھ کر خوش ہو جاتے
انھیں تھوڑا سا پیار چاہیئے
نظروں میں اعتبار چاہیئے

گودی میں چڑھ کر بیٹھیں گے
ہنس کر پیروں میں لوٹیں گے

پیر پھیلا کر پلنگ پر سوتے
اگر اُتارو مل کر روتے

لیکن نیند بڑی کچی ہے
پہرے داری میں پکی ہے

کہیں ذرا سا ہوتا کھٹکا
کودیں بھاگیں ، مارا جھٹکا

پٹکا لیمپ ، صراحی توڑی
پکڑا چوہا ، گردن موڑی

بلی سے ہے دشمنی پرانی
اسے پکڑنے کی ہے ٹھانی

پر بلی ہے بڑی سیانی
آخر ہے شیروں کی نانی

ایسی سرپٹ دوڑ لگاتی
کتوں سے نہ پکڑ میں آتی

ببلی ماں ہے لولی بیٹا
ببلی سیدھی ہے بیٹا شریر

لیکن دونوں میں پیار بہت ہے
پیار بہت ، تکرار بہت ہے

لڑتے ہیں انسانوں جیسے
غصے میں ہیں جانوروں جیسے

لولی کو کیچڑ پسند ہے
بیکار بسنتی نہلاتی ہے

لوٹ پوٹ کر کرے برابر
پھر بستر پر چڑھے دوڑ کر

ببلی جی تیز چست ہے
لولی بدھو سست ہے

گھر کے اوپر بیٹھا کوا
ببلی جی کو جیسے ہوا

بھونک ، بھونک کر کہرام مچاتی
آسمان سر پر لے آتی

جب تک کوا بھاگ نہ جاتا
ببلی جی کو چین نہ آتا

آتش بازی سے گھبراتے
بستر کے نیچے چھپ جاتے

ایک دیوالی ایسی آئی
بلی جی نے دوڑلگائی
بدحواس ہو گھر سے بھاگی
توڑے رشتے ، محبت ترک کی
کوئی سجن ملے سڑک پر
موٹر میں لے گئے اٹھا کر
رپورٹ پولیس میں درج کرائی
اخباروں میں خبر چھپائی
لولی جی رہ گئے اکیلے
کس سے جھگڑے ، کس سے کھیلے
بجی اچانک گھنٹی ٹن ٹن
ادھر فون پر بولے سجن
کیا کوئی کتا کھو یا ہے
رنگ کیسا ، کیسا حلیہ ہے
بلی جی کی شکل بیان کی
رنگ بیان کیا ، طور طریقہ بیان کیا
بولے آپ فوراً آیئے
پریشان ہوں رحم کھایئے

جب سے آئی ہے ، روتی ہے
نا کھاتی ہے نا سوتی ہے

موٹر لے کر تیز بھاگے
نہیں دیکھتے پیچھے آگے

جا پہنچے جو پتہ بتایا
گھر گھنٹی کا بٹن دبایا

ببلی کی آواز سنائی پڑی
دروازہ کھلا سامنے آکھڑی

بدحواس سی سمٹی سمٹی
لمحہ بھر ٹھٹکی پھر آلپٹی

گھر میں امنگ خوشی کی چھائی
مانو دیوالی پھر سے آئی

پر نہ چلے گی آتش بازی
کتنا پالو میرے بھاجی

(لولی اور ببلی پالتو کتّوں کے نام ہیں)

✡❄❄❄✡

# اپنے ہی دل سے کچھ بولیں

کیا کھویا کیا پایا دنیا میں
ملتے اور جدا ہوتے راستہ میں
مجھے کسی سے نہیں شکایت
اگرچہ قدم قدم پر لوٹا گیا
ایک نظر پیچھے ڈالیں ، یادوں کی پوٹلی کھولیں
زمین لاکھوں سال پرانی
زندگی ایک بے انتہا لمبی کہانی
لیکن جسم کی بھی کچھ سرحدیں
اگر چہ سو سرد کی آواز
اتنا کافی ہے کہ آخری آواز پر خود دروازہ کھولیں
زندگی موت کا متواتر پھیرا
زندگی بنجاروں کا ڈیرا
آج یہاں ہیں، کل کہاں جانا ہے
کون جانتا ، کدھر سویرا
آسمان میں لامحدود اندھیرا، زندگی کے پنکھوں کو تولیں
اپنے ہی دل سے کچھ بولیں

✡❄❄❄✡

# منالی مت جانا

منالی مت جانا گوری
راجہ کی حکومت میں

جانا تو جانا
اڑ کر مت جانا
بیچ میں لٹکوگی
وایودوت کے جہاز میں

جانا تو جانا
خبر نہ پانا
ٹیلی فون خراب ہیں
مردھا مہاراج میں

جانا تو جانا
مشعل لے کر جانا
بجلی ہے دشمن
اندھیری رات میں

جانا تو جانا
ترشول باندھ کر جانا
ملیں گے خالصتانی
راجیو کی حکومت میں

منالی تو جانا
جنت کی راحت پانا
تکلیف مجھ پیاری لگے
راجہ کی حکومت میں

✡❄❄❄✡

# دیکھو ہم بڑھتے ہی جاتے

روشن، تابناک اجلی سفید ہوتی ہے
بڑی تنظیم کی آگ
ہر لمحہ بڑھتی ہی جاتی ہے
درگا دیوی کے سروں کی مالا

یہ ناگ پور سے لگی آگ
درخشاں ہے بھارت ماں کا سہاگ
شمال، جنوب، مشرق، مغرب
سمت سمت بازگشت تنظیم کا نغمہ

کیشو کی زندگی کا زر گل
فانی دنیا کی محصور آگ
بھگوا جھنڈے کا پیغام ایثار
جنگل سنسان، قصبہ کی رونق مضطرب
پنجاب سندھ متحدہ علاقہ

کیرل کرناٹک اور بہار
کر پار چلا تنظیم کا نغمہ
ہندو ہندو ملتے ہی جاتے
دیکھو ہم بڑھتے ہی جاتے

یہ مادھو خواہ مہادیو
ذاتی گندھے ہوئے بال اختیار کر
پیشانی پر دھرے چشمہ اور آبشار
ڈوبا ہوا جسم ، من جان جان
ہندو نے خود کا پہچانا
فرض کام کی تحقیق

ہے مقصد دور دنیا بے رحم مدہوش چور
راستہ بھرا کانٹوں ، زندگی کٹھن
ماں کے قدم کی ذرا سی خاک
ماتھے پر لے چل دیئے سبھی مدہوش
دیکھو ہم بڑھتے ہی جاتے

✡❄❄❄✡

# جنگ نہ ہونے دیں گے

ہم جنگ نہ ہونے دیں گے

ہم مشاق ہیں دنیا میں امن کے جنگ نہ ہونے گے

کبھی نہ کھیتوں میں پھر خونی کھاد پھلے گی

کھلیانوں میں نہیں موت کی فصل کھلے گی

آسمان پھر کبھی نہ انگارے اگلے گا

ایٹم سے ناگا ساکی پھر نہیں جلے گی

جنگ کے بغیر دنیا کا خواب ختم نہ ہونے دیں گے

جنگ نہ ہونے دیں گے

ہتھیاروں کے ڈھیروں پر جن کا ہے ڈیرا

منھ میں امن، بغل میں بم، دھوکے کا پھیرا

کفن بیچنے والوں سے کہہ دو چلا کر

دنیا جان گئی ہے ان کا اصلی چہرا

کامیاب ہوان کی چالیں، ڈھنگ نہ ہونے گے

جنگ نہ ہونے دیں گے

ہم کو چاہیئے امن ، زندگی ہم کو پیاری
ہم کو چاہیئے امن تخلیق کی ہے تیاری
ہم نے چھیڑی جنگ بھوک سے بیماری سے
آگے آکر ہاتھ بٹائے دنیا ساری
ہری بھری زمین کو خونی رنگ نہ لینے دیں گے
جنگ نہ ہونے دیں گے

بھارت ،پاکستان پڑوسی، ساتھ ساتھ رہنا ہے
پیار کریں یا وار کریں ، دونوں کو ہی سہنا ہے
تین مرتبہ لڑچکے ، لڑائی کتنا مہنگا سودا
روسی بم ہو یا امریکی خون ایک بہنا ہے
جو ہم پر گزری بچوں کے ساتھ نہ ہونے دیں گے
جنگ نہ ہونے دیں گے

✡❄❄❄✡

# آؤ مردو، نامرد بنو

مردوں نے کام بگاڑا ہے
مردوں کو گیا پچھاڑا ہے
جھگڑے فساد کی جڑ سارے
بنیاد سے ہی گیا اکھاڑا ہے

مردوں کی طوطی بند ہوئی
عورت کا بجا نگاڑا ہے
گرمی چھوڑو اب سرد بنو

گلچھرے خوب اڑائے ہیں
رسے بھی خوب تڑائے ہیں
چوں چپڑ چلے گی ذرا نہیں
سر سب کے گئے صاف کرائے ہیں

الٹی گنگا کا بہاؤ ہے
کیوں تل کا تاڑ بنائے ہے
تم دوا نہیں ہمدرد بنو

عورت نے کام سنبھالا ہے
سب کچھ دیکھا ہے ، بھالا ہے
منہ کھولو تو جے ۔ جے بولو
ورنہ تہاڑ کا تالا ہے

تالی پھٹکارو خبط مارو
باقی ٹھن ٹھن گوپالا ہے
بدنصیبی میں ہوناچیز بنو

مردانگی پر پھرتا پانی ہے
مردانگی صاف ناسمجھی ہے
مردانگی کی خاصیت سرا نہا چھوڑو
مردانگی بس ایک کہانی ہے

مردانگی سے عاری کے پو بارہ
مردانگی کی مرتی نانی ہے
فائل چھوڑو اب فرد بنو

شاہ گام بھول باورچی خانہ دیکھو
چولھا پھونکو، موقعہ دیکھو
چلتی چکی کے پاٹوں میں
پستی زندگی کا جہاز دیکھو

گھر میں ہی لٹیا ڈوبی ہے
چٹیا میں ہی دھوکہ دیکھو
تم کلاں نہیں بس خورد بنو
(ایمرجنسی کے دنوں میں جبریہ نس بندی کے خلاف ایک طنزیہ نظم)

✡❄❄❄✡

# خواب ٹوٹ گیا

ہاتھوں کی ہلدی ہے پیلی
پیروں کی مہندی کچھ گیلی
آنکھ بند ہونے سے پہلے خواب ٹوٹ گیا

چراغ جلایا ، منائی دیوالی
لیکن کٹی نہ رات کالی
بیکار ہوا بلاوا ، سنہرا سویرا روٹھ گیا
خواب ٹوٹ گیا

قسمت کا یہ تماشہ انوکھا
سب کچھ بھسم کی تیاری
ابھی چلا دو قدم قافلہ ، ساتھی چھوٹ گئے
خواب ٹوٹ گیا

(۱۹۷۹ء میں جنتا پارٹی کے ٹوٹنے کے بعد دل کی حالت)

✡❄❄❄✡

# اٹل بہاری باجپئی

# اور

# ان کی

# شاعری

# تعارف

## پیدائش۔

اٹل جی کے دادا جناب شیام لال باجپئی آگرہ کے مشہور گاؤں بٹیشور کے رہنے والے تھے وہ سنسکرت کے عالم فاضل تھے بٹیشور اور آس پاس کے دیہات میں جاکر رامائن اور شریمد بھاگوت کی کتھا کیا کرتے تھے۔ انھوں نے اپنے بیٹے کو اعلیٰ تعلیم دلائی اور بٹیشور سے باہر گوالیار کی ریاست میں ملازمت کرنے کی صلاح دی۔

جناب کرشن بہاری باجپئی نے گوالیار جاکر بطور معلّم ملازمت شروع کردی۔ اور وہاں شنلدے کی چھاؤنی میں رہنے لگے۔ آپ کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔ اٹل جی کی پیدائش کرسمس کے مبارک دن ۲۵ر دسمبر ۱۹۲۶ کو ہوئی۔

## تعلیم۔

مقامی اسکول میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد گوالیار ہی میں وکٹوریہ کالج سے گریجوئشن کی اس کے بعد کانپور کے ڈی اے وی کالج سے پولیٹیکل سائنس میں فرسٹ کلاس میں پوسٹ گریجویشن کی اس کے بعد انھوں نے قانون پڑھنے کے لیے یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ تب تک ان کے والد معلّمی سے سبکدوش ہوچکے تھے۔ لیکن اس بڑی عمر میں بھی انھوں قانون کا مطالعہ شروع کیا۔ اور اپنے فرزند اٹل بہاری کے ساتھ پڑھنے لگے۔ تعلیم حاصل کرنے کے لیے عمر کی قید نہیں ہوتی اس حقیقت کو اٹل جی کے والد نے ثابت کرکے دکھادیا تھا۔ لوگ باپ بیٹے کو ایک جماعت میں ساتھ ساتھ پڑھتے دیکھ کر دانتوں میں انگلیاں دبالیتے تھے۔ دونوں باپ بیٹے ہوسٹل کے ایک ہی کمرے میں رہتے تھے۔

## سماجی سرگرمیاں۔

اٹل جی آغاز جوانی ہی سے سماجی سرگرمیوں میں مشغول رہنے لگے تھے۔ وہ

راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کے سرگرم کارکن تھے اور اسٹوڈنٹ یونین کے سکریٹری اور نائب صدر بھی۔ انھوں ۱۹۴۲ء کی "بھارت چھوڑو" تحریک میں پرجوش حصہ لیا تھا۔ تحریک کی شدت کو دیکھ کر تحریک کے شرکاء کو پکڑا جانے لگا۔ اور اٹل جی گرفتار ہو گئے۔ انھیں چوبیس دنوں کی قید بھگتنی پڑی۔ اٹل جی تعلیم کے ساتھ ساتھ سنگھ کے کاموں میں بھی لگ گئے تھے ۱۹۴۶ء میں انھوں نے سندیلہ سے سنگھ کے پرچارک کا کام شروع کردیا۔ لیکن کچھ مہینوں بعد لکھنؤ پہنچ کر "راشٹر دھرم" کی ادارت سنبھالی ۱۹۴۴ء سے ۱۹۴۵ء تک کانگریس قیادت جیلوں میں تھی اور راشٹریہ سوم سیوک سنگھ پر مکمل پابندی لگی ہوئی تھی۔ ۱۹۴۶ء سے جب انگریزوں کی حکومت ہلنے لگی اور انگلستان کی لیبر سرکار بھارت کو آزادی دینے کی خواہش ظاہر کرنے لگی۔ تو ہندوستان کا سیاسی ماحول کھلا کھلا دکھائی دینے لگا اور اٹل جی کی مصروفیت چومکھی ہو گئی۔ سنگھ کے مقرر کاموں کے علاوہ "راشٹر دھرم" کے ذریعہ اٹل جی صحافتی سرگرمی میں بھی مصروف رہتے۔ ان کے اداریے اور مضمون سارے ہندوستان میں گونج اٹھے۔

## شاعری۔

جناب اٹل بہاری باجپئی جی کو شعر گوئی کا ذوق ورثے میں ملا۔ ان کے والد محترم جناب کرشن بہاری باجپئی معلم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ ان کے بڑے بھائی اودھ بہاری باجپئی جی بھی شعر کہتے تھے۔ اٹل جی اپنے والد اور بھائی کے ساتھ کوی سمیلنوں میں حصہ لیتے تھے اور اپنی نظمیں سناتے تھے ان کی شاعری میں سادگی، بے ساختگی ہوتی ہے جسے موثر شاعری کا ذوق رواں تسلیم کیا گیا ہے۔ یہاں پر ہم جس شاعر جناب اٹل جی کی شاعری کی بات کر رہے ہیں۔ ان کی شاعری میں وطن کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ وطن ان کو اپنی زندگی سے بھی زیادہ عزیز ہے وہ کہتے ہیں۔

"آج سمندر میں مد اٹھا ہے، نکپتی پھر پکارا اٹھا ہے کوروکھیتر کے ذرہ ذرہ سے
پھر کرشن کا شنکھ مددگار اٹھا ہے سو سوز خموں کو سہ کر، زندہ ہندوستان ہمارا ہے"

دنیا کو گیتا جیسی کتاب بھی ہندوستان نے دی ہے۔ اس پر بھی شاعر اٹل جی کا

کہتا ہے۔

گونج اٹھی گیتا کی آواز
مـ ر ـنسان انسان کی بھلائی
ناد جاہل دنیا نے پائی
سر جھکا کر ایک تحفہ

شاعر اٹل جی کو ہندو مذہب، ہندو تہذیب، ہندو تمدن پر بڑا ناز ہے وہ کہتے ہیں۔

میں ایک نقطہ پورا سمندر ہے میرا ہندو مذہب
میرا اس کا تعلق لافانی، میں انسان اور یہ ہے سماج
اس سے میں نے پایا تن من، اس سے میں نے پایا زندگی
میرا تو بس کام یہی ہے کہ سب کچھ کروں اس پر نچھاور

شاعر ہرگز نہیں چاہتا کہ دو پڑوسی، بھارت اور پاکستان آپس میں لڑیں موجودہ لوگوں پر جو گزری لیکن آئندہ لوگوں کے ساتھ ویسا کچھ نہ ہونا چاہیئے

بھارت پاکستان پڑوسی ساتھ ساتھ رہنا ہے
پیار کریں یا وار کریں دونوں کو ہی سہنا ہے
روسی بم ہو یا امریکی، خون ایک بہنا ہے
جو ہم پر گزری بچوں کے ساتھ نہ ہونے دیں گے

شاعر ۱۹۵۳ء میں جموں کی حالت دیکھ کر فکر مند ہوتا ہے لیکن فکر مند ہو کر آنسو نہیں بہاتا کیا پھر دیش بٹ جائے گا کہ اٹل جی کہتے ہیں۔

ویران ہوئے سہاگ کی لالی تمہیں بلاتی
آدھی جلی چتا مخمور تمہیں جگاتی
ہڈیاں شہیدوں کی دیتیں بلاوا
قربانی کی ویدی پر کردو سب کچھ سپردگی

اب خون سے نئی تاریخ لکھنی ہے

شاعر کی یہی للکار والی ادا پڑوسی سے نام نظم میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔

اپنے ہی ہاتھوں تم اپنی قبر نہ کھودو
اپنے پیروں آپ کلہاڑی نہیں چلاؤ
اُو ناداں پڑوسی ! اپنی آنکھیں کھولو
آزادی بیش قیمت نہ اس کی قیمت لگاؤ

شاعر کی دلی خواہش ہے کہ سبھی بھارت کے رہنے والے میل جول سے رہیں ،ہمارے وطن میں سبھی لوگوں میں اتحاد ہو۔ ہر طرح کی پریشانیوں میں سب کو ایک ساتھ رہنا چاہیئے۔

سر پر برسیں اگر آگ
اپنے ہاتھوں سے ہنستے ہنستے
آگ لگا کر جلنا ہوگا
قدم ملا کر چلنا ہوگا

شاعر زمین پر بونوں کو نہیں چاہتا، وہ اونچے قد والوں کو چاہتا ہے۔ لیکن اتنے اونچے بھی نہیں کہ جن کے پیر زمین کو نہ چھو پائیں۔

زمین کو بونوں کی نہیں
اونچے قد کے انسانوں کی ضرورت ہے
اتنے اونچے کہ آسمان کو چھو لیں
نئے ستاروں میں صلاحیت کے بیج بولیں
لیکن اتنے اونچے بھی نہیں
کہ پاؤں تلے گھاس ہی نہ جمے
کوئی کانٹا نہ چبھے
کوئی کلی نہ کھلے

نہ بسنت ہو نہ خزاں

ہو صرف اونچائی پر تیز ہوا

محض اکیلے پن کا سناٹا

اٹل جی اس دنیا کے فانی ہونے کی بات اپنی نظم "یکش پرشن" میں کہتے ہیں۔
ان کی نیچے لکھی لائین یہ ظاہر کرتی ہیں کہ وہ نظم بہت سوچ سمجھ کر لکھتے ہیں۔ وہ شاعری کو بیکار کا کام نہیں مانتے"

جو کل تھے

وہ آج نہیں ہیں

جو آج ہیں

وہ کل نہیں ہوں گے

ہونے نہ ہونے کا سلسلہ

اسی طرح چلتا رہے گا

ہم ہیں ہم رہیں گے

یہ شک بھی ہمیشہ پلتا رہے گا

اٹل جی کو اپنی شاعری پر زبردست مہارت حاصل ہے۔ الفاظوں کے استعمال پر بھی ان کو قدرت حاصل ہے اردو کے الفاظ بھی استعمال کرنے میں ان کو کوئی گریز نہیں ہے ان کی زبان کھڑی بولی ہے۔ انھوں نے مثالیں بھی لاجواب دی ہیں:-

"کبیرا کی چادر یا بڑی قسمت سے ملتی ہے"

"ٹوٹ سکتے ہیں مگر ہم جھک نہیں سکتے"

کبھی نہ کھیتوں میں خونی کھاد پھلے گی

وقت کی سرد سانسوں نے چناروں کو جھلس ڈالا"

"ہندو کہنے میں شرماتے، دودھ لجاتے لاج نہ آتی"

"تم کلاں چھوڑ اب خرد بنو"

ویسے اگر اٹل جی کی شاعری کے بارے میں لکھا جائے تو ایک کتاب الگ درکار ہوگی بس ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ کوئی تخلص نہیں لکھتے ہیں آخر کیوں؟

## سیاسی سرگرمیاں :-

اخبار نویس اٹل جی سیاست میں آگئے۔ ۱۹۵۵ء میں محترمہ وجے لکچھمی پنڈت نے ایوان زیریں کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا وہ لکھنؤ سے ایوانی تھیں۔ الکشن کی تاریخ مقرر ہوئی اٹل جی جن سنگھ کے امیدوار کی حیثیت سے الکشن میں شامل ہوئے۔ لیکن وسائل کی کمی کی وجہ سے وہ جیت نہیں پائے۔ لیکن ان کے حوصلے میں کوئی کمی نہیں آئی کیوں کہ ان کو لوگ پہچان گئے تھے اور قدر کرتے تھے۔ ۱۹۵۷ء میں دوسرا الکشن ہوا جس میں وہ بلرام پور گونڈہ سے الکشن لڑے اور بہت ووٹوں سے وہ جیت گئے اس الکشن میں خاص بات یہ رہی کہ اٹل جی کو مسلمانوں نے بھی ووٹ دیا۔ کانگریس نے بہت کوشش کی کہ اٹل جی ہار جائیں مگر وہ کامیاب رہے۔ ۱۹۵۷ء سے ۱۹۷۷ء تک اٹل جی جن سنگھ کے پارلیمنٹ میں نیتا رہے ۱۹۶۲ء میں راج سبھا کے لئے چنے گئے۔ ۱۹۶۷ء میں وہ پھر ایم پی چنے گئے۔ ۱۹۶۸ء سے ۱۹۷۳ء تک وہ بھارتی جن سنگھ کے صدر رہے۔ ۱۹۷۱ء میں ایوان زیریں کے لیے پھر چنے گئے۔ ایمر جنسی کے بعد آنجہانی جے پرکاش نارائین کی رہنمائی میں "جنتا پارٹی" کی تشکیل کی گئی۔ جس میں کانگریس کو چھوڑ کر باقی سب گروپ "جنتا پارٹی" کے ٹکٹ پر الکش لڑے اٹل جی بیمار رہنے کے باوجود دہلی سے الکش جیت گئے، جنتا پارٹی کی حکومت بنی اس میں اٹل جی کو وزیر خارجہ بنایا گیا۔ شروع میں یہ لگا کہ اٹل جی کو خارجہ وزیر بنانے سے کہیں عرب ملکوں سے ہندوستان کے تعلقات نہ خراب ہو جائیں لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا بلکہ اٹل جی نے ہندوستان کے لوگوں کے لیے عرب ملک میں روزگار کا ذریعہ کر دیا۔ جس کا نتیجہ آج تک ہزاروں لوگ لاکھوں روپیہ کما کر لا رہے ہیں۔ آنے جانے کی سہولت لوگوں کو ہو گئی عرب ملک کے

علاوہ انھوں نے پاکستان سے بھی حالات سدھار لیے انھوں نے پاکستان کا سفر کیا اور اس وقت وہاں کے صدر جناب ضیاء الحق مرحوم سے ملاقات کی۔ اٹل جی اپنے وزیر خارجہ کے دور میں ہمیشہ ہندی میں بات کی۔

۶/اپریل ۱۹۸۰ء میں ممبئی میں "بھارتیہ جنتا پارٹی" کی تشکیل کی گئی اور اٹل جی اس کے صدر بنائے گئے۔ ۱۹۸۰ء میں اٹل جی دہلی سے الکشن لڑے اور کامیاب رہے "بھارتیہ جنتا پارٹی نے ایوان زیریں میں اپنا نیتا بنایا۔ ۱۹۸۶ء میں راج سبھا کے لیے چنے گئے۔ ۱۹۹۱ء میں وہ لکھنؤ اور ودیشا سے چنے گئے انھوں نے لکھنؤ کی سیٹ رکھی اور ودیشا کی سیٹ چھوڑ دی۔ ۱۹۹۶ء میں وہ لکھنؤ اور گاندھی نگر سے الکشن لڑے دونوں جگہ سے جیت گئے انھوں نے گاندھی نگر کی سیٹ چھوڑ دی۔ اس پر ان کے دوست نے کہا۔

"لکھنؤ ان پر فدا ہے ، وہ فدائے لکھنؤ
آسماں کی کیا ہے طاقت جو چھڑائے لکھنؤ

۱۶/ مئی ۱۹۹۶ء کو جناب صدر محترم نے ان کو بھارت کے وزیر اعظم کا حلف دلایا اور ایوان میں اپنی اکثریت پیش کرنے کو کہا لیکن حالات نے ساتھ نہیں دیا اور مخالف حالات کی وجہ سے انھوں نے ۲۸/ مئی ۱۹۹۶ء کو خود ہی استعفیٰ دے دیا۔

اس کے بعد دیو گوڑا جی اور گجرال جی وزیر اعظم بنے لیکن حکومت پانچ سال نہیں چل پائی اور پھر سے الکشن ہوئے جس میں اٹل جی پھر لکھنؤ سے الکشن لڑے اور بہت زیادہ ووٹ سے جیت گئے اس مرتبہ "بھارتیہ جنتا پارٹی" سب سے بڑی پارٹی کی شکل میں ابھری۔ لیکن ایوان میں اکثریت نہیں ملی۔ کئی پارٹیوں نے اٹل جی کے نام پر پارٹی کو حمایت دی اور ۱۸/ مارچ ۱۹۹۸ء کو بھارت کے صدر نے جناب اٹل جی کو پھر سے وزیر اعظم کا حلف دلوایا۔ یہ حکومت بھی ۱۳ مہینہ سے دو دن قبل گر گئی اور پھر الکشن ہوئے۔ اور اٹل جی ۱۴/ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو تیسری مرتبہ ہندوستان کے وزیر اعظم بنے جناب باجپئی پنڈت نہرو کے بعد ایسے واحد شخص ہو گئے ہیں جنھیں مسلسل تیسری مرتبہ بھارت کا وزیر اعظم بننے کا اعزاز حاصل ہوا شری باجپئی ایسے واحد پارلیمانی رکن ہیں جو

مختلف اوقات میں چار مختلف ریاستوں اتر پردیش، گجرات، مدھیہ پردیش اور دلّی سے منتخب ہوئے اس دور میں بہت سے اچھے کام ہوئے جیسے پوکھرن کا دھماکہ دہلی سے لاہور تک بس کا سفر، ہندوستان پاکستان کا کرکٹ میچ، پاکستان سے ایک ہزار لوگوں کو موہالی میچ دیکھنے کے لیے ویزا دینا، اگنی کا کامیاب سفر وغیرہ یہ اٹل جی کی سیاسی سوجھ کا ہی نتیجہ ہے کہ آج اتنی زیادہ پارٹیاں ان کی حمایت کرنے کو مجبور ہیں۔ کیوں کہ وہ جانتی ہیں کہ اٹل جی جیسا انسان ملنا مشکل ہے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

"نظر نظر میں اترنا کمال ہوتا ہے
نفس نفس میں بکھرنا کمال ہوتا ہے
بلندیوں پہ پہنچنا کوئی کمال نہیں
بلندیوں پہ ٹھہرنا کمال ہوتا ہے"

"ختم شد"

✡❄❄❄✡

No1272/PS to PM/98

*Private Secretary to*
*the Prime Minister*

प्रधान मंत्री कार्यालय
नई दिल्ली-110011
PRIME MINISTER'S OFFICE
NEW DELHI-110011

Septemebr 22, 1998

Dear Ms. Nazmi,

I . am to acknowledge receipt of your letter dated 24th August, 1998 addressed to the Prime Minister. enclosing a copy of Urdu translation made by you of his Poem "Oonchai".

The Prime Minister has accorded his approval to translate in Urdu his poems in "Meri Ekyavan Kavitain". You can have a copy of this book from the Publisher, whose address is given below :-

Kitab Ghar,
24, Ansari Road,
Daryaganj,
New Delhi-110 002.

After translation a copy of the poems may be sent for the perusal of Prime Minister.

Yours sincerely,

(SHAKTI SINHA)

Ms. Kumar Wasi Nazmi,
C/o Chaudhry A.N. Rehman
1, Japling Road,
Near Swatantra Bharat Press,
Hazrat Ganj,
Lucknow-1.

وزیراعظم کو کتاب پیش کرتے ہوئے سوسائٹی کے صدر چودھری اے این رحمان۔
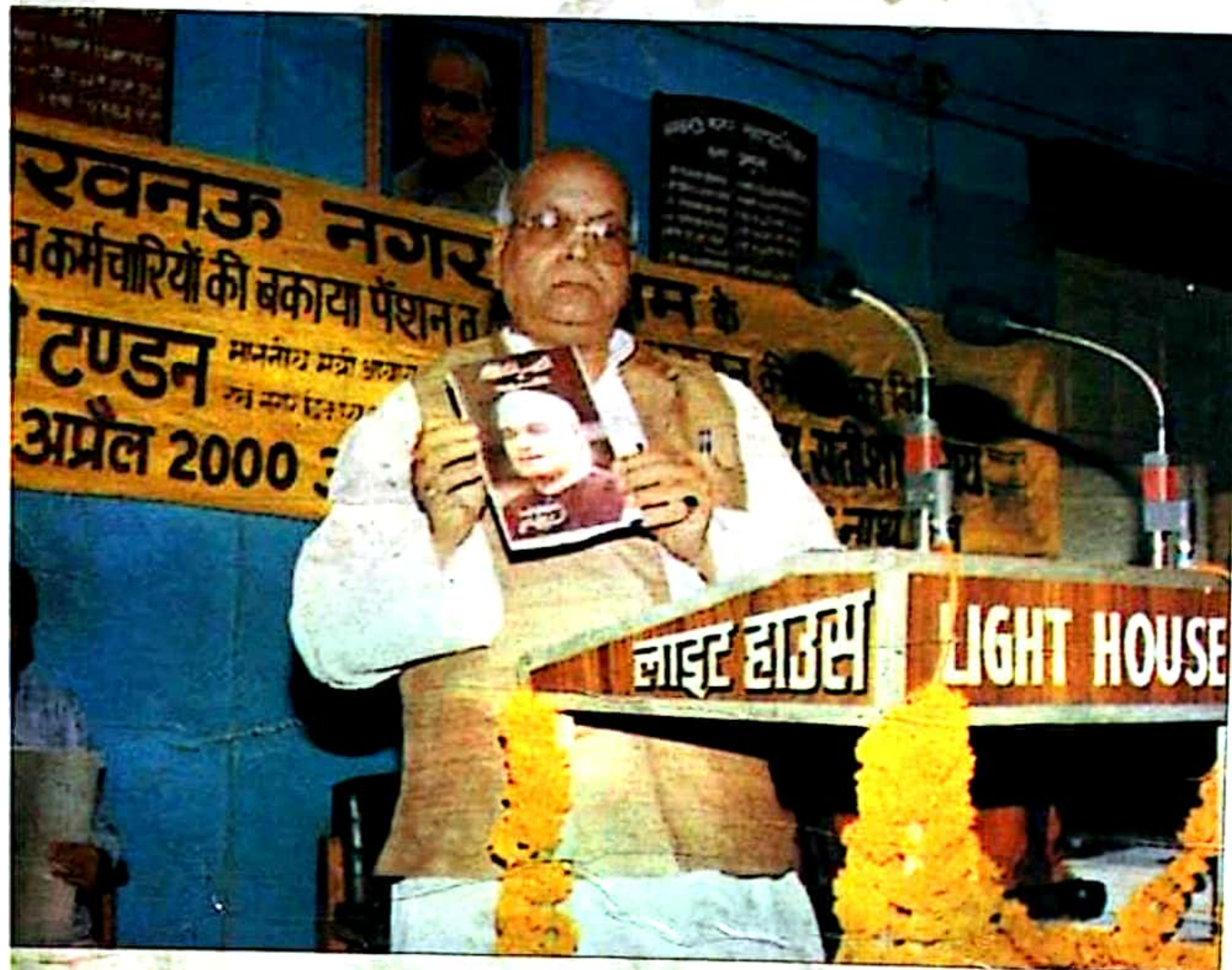
"اترپردیش کے وزیر شہری ترقی جناب لال جی ٹنڈن کتاب کا رسم اجراء کرتے ہوئے"